ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۷؍ مارچ ۱۹۹۷ء شمارہ ۱۰

۲۷؍ شوال ۱۴۱۷ ہجری ☆ ۷؍ امان ۱۳۷۶ ہجری شمسی

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مومن کو حقیقی راحت اور آسائش کے لئے روبخدا ہونا چاہیئے

"مومن کو حقیقی راحت اور آسائش کے لئے روبخدا ہونا چاہیئے۔ جو مومن آسائش کی زندگی چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اس کے سوا اور پر بھروسہ نہ کریں۔ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں پر بھروسہ کرنے والے کو سچا خیر خواہ نہ پائیں گے۔

مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت مسیح نے جب دیکھا کہ صلیب کا واقعہ ٹلنے والا نہیں تو ان کو اس امر کا بہت ہی خیال ہوا کہ یہ موت لعنتی موت ہوگی۔ پس اس موت سے بچنے کے لئے انہوں نے بڑی دعا کی۔ دل بریاں اور چشم گریاں سے انہوں نے دعا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آخر وہ دعا قبول ہو گئی۔ چنانچہ لکھا ہے "فسمع لتقواہ"۔ ہم کہتے ہیں کہ جیسے پہلے مسیح کی دعا سنی گئی ہماری بھی سنی جاوے گی۔ مگر ہماری دعا اور مسیح کی دعا میں بڑا فرق ہے۔ اس کی دعا اپنی موت سے بچنے کے لئے تھی اور ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لئے۔ ہماری غرض اس دعا سے اعلائے کلمۃ الاسلام ہے۔ احادیث میں بھی آیا ہے کہ آخر مسیح ہی کی دعا سے فیصلہ ہو گا۔

اگرچہ یہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیئے اور قلم کو روکنا نہیں چاہیئے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے "اولوا الایدی والابصار" کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ۔ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔

میری غرض اور نیت بھی یہی ہے کہ جب وہ وقت آوے تو اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام کے لئے بھی رکھا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تبتل تام اور انقطاع کلی سے دعا کرے تو ایسے ایسے خارق عادت اور سماوی امور کھلتے ہیں اور سوجھتے ہیں کہ وہ دنیا پر حجت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس دعا کے وقت جو کچھ خدا تعالیٰ ان کے استیصال کے وقت دل میں ڈالے وہ سب پیش کیا جاوے"۔

(ملفوظات جلد ۶ صـ ۳۲۷، ۳۲۸)

اللہ کی محبت پانے کے لئے لازم ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کی غلامی کی جائے

محبت ہی وہ آخری تدبیر کا نقطہ ہے جس کے تابع سب تدبیریں ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲۱؍ فروری ۱۹۹۷ء)

لندن (۲۱؍ فروری): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ الزمر کی ۵۴ تا ۵۹ آیات کے حوالے سے گزشتہ خطبہ میں بیان فرمودہ مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ پہلی آیت میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے اور اپنے نفس پر اسراف کرنے والوں کو نا امیدی سے بچنے کی خبر دی ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا "انیبوا الی ربکم واسلموا لہ" سوال پیدا ہوتا ہے کہ بخشش کے ذکر کے بعد ان ہدایات کا کیا مطلب ہے۔ حضور نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل توبہ کے سفر کے آغاز پر "انیبوا" کا لفظ رکھا ہے کیونکہ یہ سفر ہو ہی نہیں سکے گا جب تک اللہ سے تعلق قائم نہ ہو۔ توبہ اپنی ذات میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی جب تک اللہ سے تعلق نہ ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور اس کی تشریح بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ جو عبد ہو گا وہ اتباع کرے گا اور اتباع سے پہلے محبت ہونی ضروری ہے۔ "ان کنتم تحبون اللہ" کے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ اصلاح کی شرط ہے کہ محبت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ الزمر کی ان آیات میں "یا عبادی" کے الفاظ کو دوسری آیت قرآنی "فاتبعونی" کے ساتھ ملا کر مضمون کو روشن فرما دیا ہے کہ اللہ کی محبت پانے کے لئے لازم ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کی غلامی کی جائے۔ کوئی مغفرت محمدؐ رسول اللہ کی غلامی کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ تمام بچے جو والدین کی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں ان کا تجزیہ کر کے آپ دیکھ لیں ان کو اپنے ماں باپ سے محبت ہی نہیں ہوتی۔ جن کو محبت ہو ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے لئے الگ رستہ تراش لیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پروگرام "ملاقات" کی نشریات باقاعدگی سے جاری ہیں۔ دنیا بھر کے ناظرین اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ آپ کے نہایت مفید و بابرکت روح پرور کلمات کو براہ راست سنتے اور ان سے اپنے قلب و روح کی جلا کا سامان کرتے ہیں۔ عالمی جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے اور انہیں ایک ہی رنگ میں رنگنے کے لئے جو اللہ کا رنگ ہے اور حقیقی اسلام کی وحدت کی لڑی میں پرونے کے لئے یہ پروگرام نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کی صحت و عمر میں اور تمام مہمات دینیہ عالیہ میں بے حد برکت دے اور اپنے عظیم فضلوں سے نوازتا چلا جائے۔

گزشتہ ہفتے کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری درج ذیل ہے۔

ہفتہ ۱۵؍ فروری ۱۹۹۷ء:

ملاقات پروگرام میں آج بچوں کے ساتھ نشست تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے بچوں کو کچھ سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کرنے کے لئے بتائی ہوئی تھیں۔ تیرہ بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔ اس پر حضور انور نے چند بچوں کو ٹسٹ کیا اور انہیں شاباش دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بچوں نے ایک نغمہ سنایا۔ ایک بچے نے "رمضان کس طرح گزارا" اور ایک اور نے "عید کس طرح گزاری" کے موضوعات پر انگریزی میں لکھی گئی تحریریں پڑھ کر سنائیں۔ حضور اور سب حاضرین نے بہت پسند کیں۔

اتوار ۱۶؍ فروری ۱۹۹۷ء:

معمول کے مطابق آج چار مختلف ممالک سے آئے ہوئے پانچ افراد نے انگریزی میں سوالات کئے جو درج ذیل ہیں:

☆ وفات کے وقت بعض لوگ بہت تکلیف اور بے چینی کی حالت میں ہوتے ہیں اور بعض امن و سکون سے جان دے دیتے ہیں۔ کیا جان کنی کی تکلیف سزا یا گناہ کی آئینہ دار ہوتی ہے؟

حضور نے فرمایا ہو بھی سکتا ہے لیکن یہ اصول نہیں ہے۔ بے چینی اور تکلیف کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً (۱) پیچھے رہ جانے والوں کا خیال (۲) مرض کی شدت اور تکلیف (۳) ماضی کی زندگی کی کوتاہیاں اور اگلی دنیا میں خدا تعالیٰ سے ملاقات کا خوف وغیرہ وغیرہ۔

☆ نوزائیدہ بچے سوتے میں مسکرا رہے ہوتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

حضور نے فرمایا کہ بچے تو اپنی معصومیت کی وجہ سے خود فرشتے ہیں۔

☆ یہودی کہتے ہیں کہ سب مذہب خدا کی طرف لے جاتے ہیں اس لئے مسلمان ہونا کیوں ضروری ہے؟

☆ عام طور پر شمسی سال استعمال کیا جاتا ہے۔ قمری سال کو رواج کس لئے نہیں دیا جاتا؟

حضور نے فرمایا قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق چاند اور سورج دونوں ہی حساب کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دونوں ہی اسلامی تہواروں میں استعمال میں آتے ہیں مثلاً رمضان المبارک اور عید کا انحصار قمری سال پر ہے اس لئے ایک کو اسلامی اور دوسرے کو غیر اسلامی قرار دینا ٹھیک نہیں۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے جبکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ تمام انبیاء خدا کی طرف رہنمائی کرتے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ تمام مذاہب میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سب نبیوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور کسی بھی نبی میں کوئی فرق برداشت نہیں کرتا۔

☆ اس اجمال کی کیا حقیقت ہے کہ جہنم کی مثال ہسپتال کی طرح ہے؟

☆ لیلۃ القدر ایک ہی دفعہ ہوتی ہے یا ایک سے زیادہ دفعہ

حضور نے فرمایا کہ جب انسانی زندگی اپنی اصلاح کے کمال تک پہنچ جاتی ہے تو وہ حالت لیلۃ القدر سے تعبیر ہوتی ہے۔

☆ حضرت عیسیٰؑ کے کشمیر تک پہنچ جانے کے کیا ثبوت ہیں؟

حضور نے کافی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب ارشاد فرمایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" کا ذکر فرمایا۔

باقی اگلے صفحہ پر

حضور نے یہ بھی بتایا کہ آج کل ہمارے ایک احمدی نوجوان عثمان صاحب بڑی تندہی کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی کشمیر میں سکونت وغیرہ کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں اور انشاء اللہ مستقبل قریب میں مزید شواہد سامنے آئیں گے۔

☆ پاکستان میں دستور ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے سر کو گول کرنے کے لئے کوئی سخت چیز سر کے نیچے رکھ دی جاتی ہے۔ کیا اس کا مذہب سے کچھ تعلق ہے؟

حضور نے فرمایا. ہمارے گھر میں یہ دستور بالکل نہیں ہے۔ اس کا مذہب سے قطعی کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس سے بچے کی صحت پر کوئی منفی اثر پڑتا ہے۔

☆ نیوکلیر جنگ کب ہوگی اور اس کا احمدیت پر کیا اثر پڑے گا؟

حضور نے فرمایا جنگ تو ضرور ہوگی۔ یہ ایک غیر معمولی ہلاکت تو ہوگی لیکن انسانیت کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ اس کا اصل مقصد زبردست متکبر حکومتوں کو ذلیل کرنا ہوگا۔ پھر اس کے بعد مخلوق خدا اسلام کی طرف متوجہ ہوگی۔

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور نے اہل کتاب کی تعریف یہ فرمائی کہ اہل کتاب وہ لوگ ہیں جو شریعت خدا کے احکامات سے حاصل کرتے ہیں۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے Astral Body کی حقیقت اور ماہیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تشریح کی روشنی میں بتائی۔

سوموار ۱۷ر فروری ۱۹۹۷ء.

آج حضور ایدہ اللہ نے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۷۶ میں سورہ الحج کی آیات نمبر ۶۶ تا ۷۹ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان فرمائی۔

منگل ۱۸ر فروری ۱۹۹۷ء.

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۷۷ کا آغاز سورہ المومنون سے ہوا۔ مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضور انور نے عوام الناس کے فائدے کے لئے نماز میں خشیت اور لغو سے اعراض کے جوڑ کی تشریح فرمائی اور بتایا کہ وہ لوگ جو دنیا کی لغویات میں منہمک ہوتے ہیں انہیں نماز میں خشیت نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضور نے بتایا کہ لفظ "سلالۃ" میں ارتقاء کی منازل اور جو نامیاتی روح موجود ہوتی ہے اس کا ذکر ہے۔

"قرار مکین" کے سلسلے میں حضور نے فرمایا کہ اس سے رحم مادر مراد نہیں بلکہ وہ Cellular Tissues مراد ہیں جو مرد اور عورت کے مادہ تولید میں ہوتے ہیں۔ سلالۃ، علقہ اور مضغۃ کی قدرے طویل تشریح کے بعد حضور انور نے خلق آخر جو ۱۲۰ دن کے بعد شروع ہو جاتی ہے اس کا دلچسپ انداز میں ذکر فرمایا۔

بدھ ۱۹ر فروری ۱۹۹۷ء.

ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۳ جو ہالینڈ میں ۵ اپریل ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی براڈ کاسٹ کی گئی۔ اس میں دوائی کی طاقت اور مقدار اور کتنی دفعہ کھانی چاہئے وغیرہ امور سمجھائے گئے۔ دائمی نزلے کا نسخہ حضور ایدہ اللہ نے بتایا اور اینٹی بائیوٹک (Anti Biotics) پر تفصیل سے گفتگو فرمائی۔ اسی طرح سے خون میں Electrolite نظام سمجھایا اور Bio Chamic کے بارہ سالٹ بھی بتائے۔ ٹائیفائیڈ بخار کی علامات، خطرات اور علاج کا تفصیل سے اپنے تجربات کی روشنی میں حضور نے ذکر فرمایا۔

جمعرات ۲۰ فروری ۱۹۹۷ء.

ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۴ جو ۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو ہالینڈ سے براڈ کاسٹ کی گئی تھی دہرائی گئی۔ ٹائیفائیڈ پر مزید بحث جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اگر ٹائیفائیڈ بخار کے ٹوٹنے پر جسم پر چھوٹے چھوٹے چھالے سے نکل آئیں تو سمجھیں کہ بخار مکمل طور پر دور ہو گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سامعین کو ہومیو پیتھی کے مؤثر ہونے اور اس میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے بہت سی مثالیں دیں۔ آپ نے فرمایا کہ معمولی سے خرچ سے بہت سے لوگوں کا علاج کیا جا سکتا ہے کیونکہ دوائیں بہت سستی ہیں۔ آپ نے ہومیو دواؤں کے مزاج سے واقفیت پیدا کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ انسانی زندگی کو اجل مسمّٰی تک پہنچانے کے لئے ہومیو پیتھی انتہائی طور پر حیرت انگیز اثر رکھتی ہے۔

جمعۃ المبارک ۲۱ر فروری ۱۹۹۷ء.

آج کا ملاقات پروگرام اردو بولنے والے ملاقاتیوں کے سوال و جواب پر مشتمل تھا۔ سوال درج ذیل ہیں:

☆ پیش گوئی مصلح موعودؓ میں حضرت مصلح موعود کی شان میں "فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے" کی کیا تشریح ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی فتح و ظفر سے پر تھی۔ دیکھیں اور مشاہدہ کریں کہ آپ بالکل نوجوان تھے۔ دنیاوی تعلیم بھی کچھ زیادہ نہ تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات پر چوٹی کے دینی اور دنیوی علماء نے تقابل اختیار کیا اور لاہوری لوگ خزانہ خالی کر کے صرف ۶ آنے چھوڑ کر بڑے زعم سے جماعت سے الگ ہو گئے۔ ان الگ ہونے والوں میں صوبہ سرحد اور سیالکوٹ کے مدبر بھی شامل تھے لیکن حضرت مصلح موعود کو خدا تعالیٰ نے فتح و ظفر کی کنجی عطا فرمائی اور ان گنت کارناموں میں سے ایک کارنامہ تفسیر کبیر کی تصنیف ہے۔ الغرض حضور کی ۵۲ سالہ خلافت کا ہر دن احمدیت کی فتح کی شہادت دیتا ہے۔

☆ زندگی اور روح میں کیا فرق ہے؟

حضور نے فرمایا فرق وہی ہے جو جواب دہی اور جواب دہی نہ ہونے میں ہے۔ زندگی کا پہلا مرحلہ Organism تھا پھر وہ Bio—unit بنا اور روشنی سے غذا پا کر زندگی میں ڈھلا۔ پھر نفخ روح کے نتیجے میں اسے روح اور روحانی شعور عطا ہوا جو ۱۲۰ دن کے بعد عمل میں آتا ہے اس سے پہلے اس میں زندگی تو تھی مگر روح نہیں تھی۔

☆ سید تنویر شاہ صاحب نے شیعوں کی امامت کے سلسلے میں پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ بن باپ کے تھے اس لئے معصوم ہوئے اور شیعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تو اس کا امامت سے کیا تعلق ہے؟

حضور نے فرمایا کوئی تعلق نہیں۔ اگر ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امامت کیسے مل جاتی کیونکہ آپ کے باپ تو مشرک تھے اس لئے وراثت میں معصومیت یا امامت ملنے کا تصور بالکل باطل ہے۔

☆ ایک ڈاکٹر صاحب نے ادویات کے اثرات کے بارے میں سوال کیا کہ بعض ایلوپیتھک دوائیں دماغی توازن پر عارضی طور پر منفی اثر کرتی ہیں اور انسان بہک سا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حضور نے کافی تفصیل کے ساتھ ہومیو پیتھی ادویات کے مثبت پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ Molecules کے دائیں اور بائیں spin کرنے کے حیران کن نتائج پر روشنی ڈالی اور Posture کے تجربات اور لیمونن کے Molecules دائیں اور بائیں گھومنے کی وجہ سے لیموں اور مالٹا پر منتج ہونے کی تشریح فرمائی۔

☆ پیش گوئی مصلح موعود میں تب اپنے نفسی نقطہ آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ کا کیا مطلب ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر انسان کی استعدادوں کا ایک نقطہ معراج ہوتا ہے اور سب سے بلند نقطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور حضور وہاں تک پہنچے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک Complement ہے کہ آپ بھی اپنی استعدادوں کے نقطہ عروج کو پائیں گے۔

☆ انسانی جسم کو زندہ رکھنے کے لئے مادی غذا کی ضرورت ہے۔ روح چونکہ مادی نہیں اس لئے اسے کیسے زندہ رکھا جا سکتا ہے؟

اس کا مختصر جواب یہ تھا کہ تقویٰ اور ذکر الٰہی روح کی غذا ہیں۔

☆ حدیث میں ذکر آیا ہے کہ ۱۳ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف سفر کیا تو بحیرہ نامی راہب نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اس بچے میں نبوت کی علامات نظر آتی ہیں۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ Face Reading میں کوئی حقیقت ہے؟

حضور نے فرمایا کہ ایسے واقعات کی چھان بین ہونی چاہئے لیکن اپنی ذات میں یہ بات تعجب کے لائق نہیں۔ حضرت صالح کے بارے میں بھی لوگوں نے "کنت مرجواً فینا" کا اعلان کیا تھا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب نے کہا تھا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر ☆ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا. درحقیقت تو صحابہ کے چہرے اس نبی کے چہرے کے آثار کو ظاہر کرتے ہیں۔ حضور نے Toynbee اور حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کے واقعہ کا ذکر فرمایا۔

(ا۔م۔چ)

بس اک اشک سے دھل گئے سارے سینے
گلے ہیں نہ شکوے، کدورت نہ کینے
میں کس کس کا لوں نام اس سلسلے میں
یہ حملہ تو مل کر کیا ہے سبھی نے
پلٹ کر پڑی منہ پہ جا کے اسی کے
دعا کی تھی ہم پر جو اک مولوی نے
اسے کام آئی نہ طاقت نہ کثرت
مری لاج رکھ لی مری بے کسی نے
کبھی تو گرے گی یہ دیوار فرقت
کبھی ہم بھی جائیں گے مکے مدینے
وہ خوش ہے کہ میری زباں بند کر دی
مجھے آ گئے گفتگو کے قرینے
بضد ہے وہ میں بھی کہوں کچھ جواباً
اسے مار ڈالا میری خامشی نے
یہ ساری زمیں میرے رب کی زمیں ہے
نہ تم بےزمینے نہ ہم بے زمینے
وہ چہرہ نہیں چاند ہے چودھویں کا
ادھر بھی کبھی دیکھ اے بےیقینے
یہ فرقت کی راتیں ہیں آباد راتیں
مہینے یہی وصل کے ہیں مہینے
میں جاناں کی خدمت میں کیا لے کے جاؤں
یہ جسم اور جاں تو دیئے ہیں اسی نے
ہمیں مستحق ہیں ملامت کے مضطر
محبت کا دعویٰ کیا ہے ہمیں نے

(چوہدری محمد علی)

گلستان احمدؑ کا ایک پھول

(پروفیسر میاں محمد افضل)

ایک اللہ کے پیارے نے اللہ میاں سے عرض کی "بابرگ و بار ہوویں، اک سے ہزار ہوویں" دعا کو شرف قبولیت بخشا گیا اور اب اللہ کے فضل سے گلستان احمد ایک عجیب نظارہ پیش کر رہا ہے۔ تناور درخت، قد آور درخت، بابرگ و بار درخت دنیا کے کونے کونے میں لہلہاتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے سنائی/دکھائی دے رہے ہیں۔ خار مغیلاں ان کی افزائش روکنے کی ناکام کوشش میں ہیں۔ مگر وہ شمشاد جن کی اللہ کے حکم سے تخم ریزی ہوئی، سرسبز ہیں، قد آور ہیں، سربلند ہیں۔ خزاں کی ہوائیں نہ ان کا کچھ بگاڑ سکیں نہ بگاڑ سکیں گی۔ یہاں تو کیفیت یہ ہے ؎

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

یہ خوش نما پودے، یہ برگ و بار درخت، خزاں پہ غالب آئے اور آج بوستان احمدؑ پر ہر سو پھول کھل رہے ہیں، چمک رہے ہیں، مہک رہے ہیں۔ اتنے خوبصورت، اتنے پرکشش، اتنے رنگین پھول ہی پھول۔ مگر کس قلم میں اتنی سکت کہ اس پھولوں بھرے باغ کا نقشہ کھینچ سکے۔ مگر ایک پھول اتنا سہانا، اتنا دلآویز، اتنا نمایاں کہ آج اس کی خوشبو ہر سو پھیل رہی ہے۔ اس کی مہک دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے۔ مگر میرے قلم میں اتنی بھی سکت نہیں کہ اس رنگ و بو کے مرقع کو قارئین کی خدمت میں اپنی پوری آب و تاب سے پیش کر سکوں۔ جس پانی نے اس پودے کی آبیاری کی اس کی کیفیت بیان کر سکوں۔ جس ماحول میں یہ پودا پروان چڑھا اس کا نقشہ کھینچ سکوں۔ جس شاخ نے اس پھول کو جنم دیا اس کا ذکر کر سکوں۔

پودے کی پرورش، پھول کی رنگینی، اس کی مہک ناممکن ہے جب تک اسے ماحول سازگار نہ ملے۔ جب تک بیج اعلیٰ قسم کا نہ ہو، جب تک اس کی پرورش صحیح طور پر نہ کی جائے، جب تک اس کے بڑھنے، پھلنے، پھولنے کے سامان نہ کئے جائیں۔ یہی کیفیت انسانوں کی ہے۔ ماں باپ کی نیکی بچوں کے چمکتے ہوئے ماتھوں پر عیاں ہوتی ہے، اور جس کے ننھیال بھی نیک ہوں اور ددھیال بھی اللہ والے ہوں تو یہ دو آتشہ تو کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ خوش قسمتی ملی ہمارے پیارے محبوب امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو۔ ان کے والد محترم نیکی اور پاک بازی کا سرچشمہ اور ان کے دادا جان تقویٰ اللہ کا اتنا اعلیٰ نمونہ کہ اس کی مثال موجودہ زمانہ میں نہیں ملتی۔ وہ دونوں اتنے درخشاں وجود کہ کوئی آنکھ کا اندھا ہی اس روشنی کو، اس چمک دمک کو دیکھ نہیں پائے گا۔ میرے لئے اس نور کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے اس لئے آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے والد محترم کے علاوہ کن شفیق ہستیوں کے سایہ عاطفت میں دن گزارے اور کیسے تھے وہ بزرگ جن کی دعاؤں نے اس چمن کو سینچا اور ایسا نادر پھول وجود میں آیا۔

ددھیال تو ارفع و اعلیٰ مگر ننھیال بھی قابل رشک، جن کو عظمت اس بنا پر بھی ملی کہ وہ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے نانا حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے اپنی پاک باطنی، طہارت اور تقویٰ کی بنا پر اپنے علاقہ میں پیروں کا سا مقام حاصل کیا اور بے شمار معتقدین کی نگاہوں کا مرکز بنے۔ مگر وہ جن کا آئینہ دل کدورتوں سے پاک ہو، ان میں پاکبازوں کا عکس نمایاں طور پر اجاگر ہو جاتا ہے اور یہاں بھی ایک عکس ابھرا۔ اور یہ حقیقت واضح ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ مسیح اور مہدی ہیں جن کا ایک عالم منتظر تھا تو پھر ان کو نہ اس بات کی پرواہ رہی کہ وہ عزت و وجاہت جو معتقدین کی وجہ سے حاصل ہے، جاتی رہے گی۔ نہ یہ خوف دامنگیر ہوا کہ لوگ کیا سلوک کریں گے۔ سب کو پس پشت ڈال آستانہ مسیح پر جھک گئے اور جب یہ ارشاد ملا کہ "ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کا اثر آپ پر پڑ کر روحانی ترقیات کا موجب ہوگا" تو ہر دنیاوی ڈر اور خوف سے آزاد ہو کر اس صحبت صالح کے متلاشی ہوئے۔ آپ کے مرشد کو جب معلوم ہوا کہ ان کا نیک و پاک مرید کسی اور آستانہ پر جا پڑا ہے تو ایک قابل رشک مرید کے کھو جانے سے انہیں صدمہ بھی ہوا اور حرف شکایت بھی زبان پر آیا۔ "آخر آپ نے کیا کرامات دیکھی ہے ان میں جن کے لئے اس در کو چھوڑ دیا؟" اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے ایسا جواب دیا کہ پیر صاحب لاجواب ہوگئے۔ آپ نے فرمایا "ان کی یہ کرامت دیکھی ہے کہ ان کی بیعت کے بعد میری روحانی بیماریاں بفضل خدا دور ہو گئی ہیں اور میرے دل کو تسلی ہو گئی"۔ اطمینان قلب ہی وہ جنت ہے جو کہ نیک انسانوں کو اس دنیا میں نصیب ہوتی ہے اور اس جواب سے آپ نے اپنے سابقہ پیر کو کسی حد تک قائل کر لیا۔ مگر وہ پورے طور پر مطمئن نہ ہوئے۔ وہ تو شاہ صاحب کے "پیر" کی کرامت دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک امتحان تجویز کر دیا "آپ کا لڑکا جس کی ٹانگ ضرب کے باعث خشک ہو گئی ہے اور جو لکڑی کے سہارے چلتا ہے اگر ٹھیک ہو جائے تو آپ کے مرشد کو مان لوں گا"۔ گویا ایک معجزہ کے طلب گار ہوئے۔ اور پھر خدا کا کرنا کیا ہوا کہ وہ جسے لاعلاج قرار دیا جا چکا تھا ایک نئے معالج کے سامنے پیش ہوا جس نے تین آپریشن کئے اور وہ جو ناممکن نظر آتا تھا ظہور پذیر ہو گیا۔ مگر یہ محض آپریشن کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس دعا کا اثر تھا جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ سے بار بار درخواست کی گئی۔ پیر صاحب کی عائد کردہ شرط پوری ہوئی۔ پیر صاحب نے تو ڈاکٹر صاحب کے نئے "پیر" کی کرامت دیکھ لی، مگر پھر وہی ڈھاک کے تین پات والی بات۔ میں نہ مانوں کی رٹ قائم رہی۔

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی نیکی کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف تہجد گزار بلکہ ہر جمعہ کو قربانی کا بکرا غرباء میں تقسیم کرتے۔ آپ نے اپنے ماتحت کو حکم دے رکھا تھا کہ ہسپتال میں داخل ہونے والا کوئی مریض بھوکا نہ رہے۔ اگر کسی کو کھانا میسر نہیں تو خرید کر دیا جائے۔ کہاں آج کے ڈاکٹروں کی فیسوں کی بھرمار اور کہاں یہ کیفیت کہ مریضوں کو اپنے پلے سے کھانا دیا جا رہا ہے۔ اور پھر صرف دوا پہ اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ دعائے نیم شب میں بھی ہر مریض کو وافر حصہ ملتا ہے اور جہاں دوا بھی ملے اور دعا بھی تو یقیناً مریض ٹوٹ پڑیں گے اور ایسا ہی ہوتا۔ ایک جم غفیر اس دعا اور دوا کے امتزاج کا متلاشی ہوتا۔ دعائیں سوئے آسمان اٹھتیں۔ مریض شفا یاب ہوتے۔ یقیناً ایسے پاک نفس انسان جن کا وجود سراسر برکت ہو دنیا میں کم نظر آتے ہیں۔ اور کتنی خوش قسمتی ہے ان کی جنہیں اتنے اچھے نانا نصیب ہوئے۔

اب کچھ ذکر ہو جائے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ کی نانی محترمہ کا۔ حضرت سیدہ سعیدۃ النساء، اہلیہ محترمہ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب۔ آپ بھی دین داری اور پرہیز گاری، زہد و تقویٰ میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ کیفیت تھی کہ احمدیت میں داخل ہونے سے قبل بیمار پڑ گئیں تو معالج کون بنا؟ خود حضرت مسیح موعودؑ جنہوں نے خواب میں پانی دم کر کے دست مبارک سے دیا۔ صبح ہوئی تو وہ بیماری جو سخت نڈھال کئے ہوئے تھی، توانائی میں بدل چکی تھی۔ اور پھر تو اس قدر بے قرار ہوئیں بیعت کرنے کو کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کے ہی بے قراری قرار میں بدلی۔ ان کے خواب کی دنیا بھی شرف و مرتبت کی دنیا تھی۔ کبھی حضرت مہدی موعود سے ملاقات ہو رہی ہے کبھی حضرت رسول کریمؐ کی زیارت نصیب ہو رہی ہے۔ آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کچھ ایسا تھا کہ رات ایک بجے بیدار ہو کر اس کے حضور حاضر ہو جاتیں۔ اور دن کو بھی دست در کار دل بایار کی کیفیت رہتی اور ذکر الٰہی سے اپنی زبان تر رکھتیں اور بچپن سے آخری عمر تک یہی سلسلہ رہا۔

ایک بار کسی کے ہاں مہمان ٹھہریں تو ذوق نماز نہ پاکر یہ اندازہ لگایا کہ اس گھر کی آمدنی میں حرام مال کی ملونی ہے۔ فوراً اجازت چاہی (نیکوں کے پاس بھی نیکی کی کیا کسوٹی ہے جو ملاوٹ جان جاتی ہے)۔ آپ ہر اس آواز پہ بخوشی لبیک کہتیں جو خدمت اسلام کے لئے اٹھتی۔ تعمیر مسجد لندن کی صدا کان میں پڑی تو وہ پندرہ پونڈ جو اپنی بیٹی مریم کی شادی کے لئے رکھے تھے پیش کر دیئے۔ ایک بار خیال گزرا کہ مرد حضرات تو حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس عرفان سے بہرہ مند ہوتے ہیں مگر عورتیں محروم رہتی ہیں۔ سو گزارش کر دی کہ عورتوں میں بھی حضور درس قرآن دیں۔ درخواست منظور ہوئی اور اس طرح اس نیک تحریک کا ثواب آپ کے حصہ میں آیا۔ حضور بھی آپ سے شفقت کا سلوک فرماتے۔ ایک بار بیمار ہوئیں تو حضور نے اسی وقت جائے نماز پر کھڑے ہو کر نفل ادا کئے اور خصوصی دعا کی۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر حضور نے فرمایا، آپ کے ساتھ ہمارے تین تعلق ہیں۔ ایک تو آپ ہماری مرید ہیں۔ دوسرے سادات سے ہیں اور تیسرا ہمارا ایک اور تعلق ہے جس کی حضور نے وضاحت نہ فرمائی۔ اور وہ تعلق بلکہ دوہرا تعلق، مستحکم تعلق جب قائم ہوا تو دونوں بزرگ اللہ کے حضور حاضر ہو چکے تھے (اور وہ تعلق تھا حضرت سیدہ مریم کی پہلی شادی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے) اس بابرکت وجود کی تو باتیں اتنی بیان کی جا سکتی ہیں مگر ان ہی کی جھلک ان کی بیٹی مریم صفت مریم میں نظر آئے گی۔ اس لئے ان کا ذکر ہو جائے۔

میرا قلم ہچکچا رہا ہے کہ اتنی عظیم، اتنی پہلو دار شخصیت کو قارئین کے سامنے بھرپور انداز میں کیسے پیش کروں، کس کس پہلو کا ذکر کروں اور کس کا نہ کروں۔ حضرت سیدہ مریمؓ، ام طاہر کی شخصیت ہر لحاظ سے درخشاں، ہر پہلو تابناک۔ خدمت خلق ہو یا جماعتی کام یا اطاعت امام۔ ہر لحاظ سے ایک روشن مثال۔ تفصیل تو ایک کتاب پہ محیط ہو جائے اس لئے چند نظارے پیش کرنے کی ہی سعادت حاصل کروں گا۔ ملاحظہ کیجئے ایک نظارہ۔ موسم خنک سے خنک تر ہو رہا ہے۔ سردی کی آمد آمد ہے۔ مگر قادیان میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ لحاف نہ تن ڈھانکنے کا معقول انتظام۔ اور وہ آقا جنہیں ایک ایک کا خیال ہے، جو ہر ایک کی تکلیف پہ تڑپ اٹھتے ہیں ان کا لجنہ اماء اللہ کو ارشاد ملتا ہے کہ غریبوں کے لئے لحاف تین روز میں تیار ہو جانے چاہئیں۔ اور پھر ایک مجسم اطاعت وجود، حضور کے ارشاد پر جان تک نثار کرنے والا وجود، متردد بھی ہے اور فعال بھی۔ آپ کا گھر گھر نہیں رہتا۔ ایک فیکٹری بن جاتی ہے۔ دھڑا دھڑ مشینیں چل رہی ہیں۔ لحافوں میں روئی بھری جا رہی ہے۔ ان کی سلائی کی جا رہی ہے۔ اور آپ حکم نہیں دے رہیں بلکہ سارے عمل میں شاید سب سے زیادہ کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ شام ہوئی، دیئے جل اٹھے مگر انگلیاں اسی تیزی سے چل رہی ہیں۔ دیئے کی لو ٹمٹما رہی ہے۔ بعض آنکھیں نیند سے بوجھل مگر وہ دو چمکتی ہوئی آنکھیں بیدار اور چمکدار۔ ہاتھ اسی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ نہ تھکن کا احساس نہ بیمار پڑ جانے کا ڈر۔ بس ایک ہی خیال، ایک ہی دھن۔ حضور کا ارشاد مقررہ مدت میں پورا ہونا چاہئے۔ دن رات کے کام سے نڈھال ہو رہی ہیں مگر رفتار میں کمی نہیں آئی۔ ایک جذبہ اکسا رہا ہے۔ ایک دھن سوار ہے۔ کام ہو جانا چاہئے اور صحیح انداز میں۔ تیسری شب ٹمٹماتے ہوئے دیئے کی لو بجھ رہی ہے۔ کام تکمیل کے مراحل تک پہنچا۔ لحافوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ایک مسرور اور پرتسکین انداز میں اس شب و روز کی محنت کے ثمر کی طرف نگاہ دوڑاتی ہیں۔ چہرے پر تشکر بھی اور خوشی بھی جھلکتی ہوئی۔ اللہ نے سرخرو فرمایا۔ آقا کا ارشاد بروقت پورا کرنے کی توفیق ملی۔ مسرت بھی تسکین بھی۔ اور پھر اس شب و روز کی محنت سے نڈھال ہو کر گر پڑتی ہیں اور بیماری دبوچ لیتی ہے لیکن

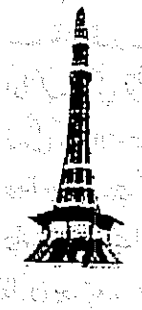

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

پھر کچھ عرصہ کے بعد وہی جوش و جذبہ۔ وہی بھاگ دوڑ، جماعتی کام نمٹائے جارہے ہیں۔ کیا اطاعت امام ہے، کیا جماعتی کاموں کا شوق، کیا قربانی کا جذبہ۔

مجھے ایک لمبی قطار نظر آ رہی ہے ان افراد کی جو غربت کے لباس میں ملبوس ایک سراپا شفقت، ایک درد آشنا شخصیت، ایک خواہر ہمدرد، ایک مادر مشفق کی ہمدردیوں اور مہربانیوں کا ذکر کرنے کے خواہاں ہیں۔ اب کس کس کی بات قارئین تک پہنچائی جائے۔ سبھی کہتے ہیں کہ جو محبت سیدہ محترمہ کو مجھ سے تھی کسی اور سے نہیں تھی۔ ہر کوئی قریبی، ہر کوئی محبوب، ہر ایک سے ہمدردی، ہر ایک کی خدمت، کن کن کا ذکر کروں۔ قطار بہت لمبی ہے اس لئے چند کو ہی موقعہ مل سکے گا اپنی بات کہنے کا۔ اس شفقت اور کرم کے ذکر کا جوان پہ ایک مہربان وجود کے دم سے ہوا اس لمبی قطار میں جہاں بہت ساری خواتین نظر آتی ہیں وہاں کچھ اصحاب بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ ایک دوست پہ حضرت خلیفة المسیح الثانی کی نگاہ التفات پڑی اور انہیں مالی کی ٹریننگ دلوائی گئی۔ پھر حضور کو ان کی شادی کی فکر ہوئی اور آپ نے یہ کام سپرد کر دیا اپنی اس اہلیہ محترمہ کے۔ ایک ایسی شخصیت کے جو ہر حاجت مند کی حاجت براری میں ایک لطف محسوس کرتیں۔ سیدہ ام طاہرؓ نے رشتہ تلاش کر لیا مگر اب آپ کو فکر دامن گیر ہے کہ شادی کی تیاری کی جائے، عروسی جوڑا خود سجا رہی ہیں اور پھر دلہن کا استقبال بھی۔ مبارک وہ دلہن جسے ایسے پر شفقت وجود کے قابل قدر عطیہ میں ملبوس ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ دعوت ولیمہ کا اہتمام ہوا تو "اپنوں" کی خوشی میں شرکت کا اتنا شوق کہ اپنی بیماری بھول جاتی ہیں اور شریک ہوتی ہیں۔ اور پھر تو یہ دلہن گویا خاندان کی فرد بن جاتی ہے۔ وہ کبھی آپ کے ہاں آتی ہے کسی کام میں ہاتھ بٹاتی ہے تو محترم آپا بصد اصرار اسے تحفہ دے کر رخصت کرتی ہیں حالانکہ وہ چند ہی قدم سے تو آئی تھی۔ مگر مادر مشفق کب اپنی محبت نچھاور کرنے کا موقعہ ہاتھ سے جانے دیتی ہیں۔ کبھی اس معمولی کارکن کے گھر تشریف لے جاتی ہیں۔ اس بہو کے ساتھ بیٹھ کر بلاتکلف کھانے میں شریک ہوتی ہیں اور "کیا لذیذ کھانا تھا، کتنا مزہ آیا اسے کھا کر" کہہ کر الوداع کہتی ہیں۔ کوئی مثال ایسی؟ ایک غریب کارکن کی اتنی دلداری، اتنی چاہت، اتنی شفقت؟

ہاجرہ بیگم صاحبہ ایک مستری کی بیوہ بھی اپنی بات کہنا چاہتی ہیں۔ پہلے وہ سیدہ ام طاہرؓ کا کام کرتی تھیں۔ اب وہ کر رہی ہیں سیدہ ام وسیم کے ہاں۔ اپنے گھر جانے کے لئے انہیں گزرنا پڑتا ہے سیدہ ام طاہر کے گھر میں سے۔ وہ شرم سے جھینپتی ہوئی چپکے سے گزرنے کی کوشش کرتی ہیں مگر سیدہ محترمہ ان کا ہاتھ پکڑ کر چارپائی پر بٹھا لیتی ہیں اور بڑی شفقت سے حال پوچھتی ہیں۔ اور ایک معمولی کارکن کا دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔ محبت کا ایک سرچشمہ جاری ہے جو تفریق نہیں کرتا غریب امیر میں اور اس سے فیضیاب ہاجرہ بیگم ہی نہیں بلکہ ان کی بچیاں بھی ہو رہی ہیں۔ ان کا بھی آپ ویسے ہی مسکراتے ہوئے اور محبت بھرے الفاظ سے استقبال کرتی ہیں اور پھر ہر بار بہ اصرار کھانا کھلاتی ہیں۔ بچیاں مسرور اور ہاجرہ بیگم ممنون۔ لیکن وہ ایک اور دلچسپ بات بھی بتانا چاہتی ہیں۔ عام طور پر ایک سوت کا دوسری سوت سے روایتی تعلق حسد، جلن اور رقابت سے شروع ہو کے ناچاقی اور نفرت پر منتج ہوتا ہے۔ لیکن پیارے لوگوں کے انداز بڑے ہی پیارے ہوتے ہیں۔ ایسے تعلق میں بھی پیار ہی جھلکتا۔ یہاں بھی ہمدردی کا جذبہ نمایاں ہوتا ہے۔ محترمہ سیدہ سارہ بیگم۔ آپ سے جدا ہو کر دوسرے مکان میں منتقل ہوئیں تو سیدہ ام طاہر کو پریشانی دامنگیر ہوئی کہ ان کی خدمت کے لئے خادمہ کی ضرورت ہے اور ایثار ملاحظہ کیجئے ایک سوت کے لئے کہ اپنی خادمہ یعنی اپنی ہاجرہ بیگم کو سیدہ سارہ بیگم کے ہاں بھجوا دیا۔ دوسروں کی تکلیف مقدم، اپنا اللہ حافظ۔ کتنی قربانی اور پھر ایسے رشتہ کے لئے جہاں دنیا عموماً تکلیف دے کے خوشی محسوس کرتی ہے۔ کیا فرشتہ صفت تھی یہ شخصیت اور کیوں نہ محترم ہوں جب کہ اخلاق ایسے کہ ہر کوئی گرویدہ ہو جائے۔

ایک دو اور مواقع کا تصور کیجئے۔ مشاورت کے دن ہیں، مہمانوں کی آمد آمد ہے اور یہ گھر تو سبھی کا خیر مقدم کرتا ہے۔ بھرا ہوا گھر گویا کہ عید کا سماں، مہمان آئے خوشیاں لائے۔ رات کا وقت ہے۔ لیمپ تو جل جل کر تھک چلے لیکن ایک وجود کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہا۔ شاداں و فرحاں کام میں مصروف، مہمانوں کے لئے فرنی بنائی جا رہی ہے، کباب تیار کئے جارہے ہیں۔ شام رات میں ڈھل گئی ہے اور رات صبح میں بدل گئی لیکن یہ ان تھک وجود مہمانوں کی میزبانی میں اتنا مگن کہ ساری رات دوڑ بھاگ کر کاٹ دی تا مہمانوں کی خاطر خواہ تواضع ہو سکے اور کیا شیرینی ہوگی اس فرنی میں جس میں محنت اور محبت کی چاشنی شامل کر دی گئی ہو۔

ایک اور نظارہ ملاحظہ کیجئے۔ حضور ڈلہوزی تشریف لے جا چکے ہیں، مہمانوں کی تعداد میں یک دم اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کی فکر ہے تو ایک وجود کو اور انہیں اب تلاش کیا جا رہا ہے۔ مگر وہ تو ایک جھونپڑی کے اندر ایک بڑھیا کے تنور کے سرہانے بیٹھی آٹا گوندھ رہی ہیں اور پھر روٹیاں پکا رہی ہیں۔ اپنی تکلیف موخر، مہمانوں کی تواضع مقدم۔ کیا جذبہ مہمان نوازی ہے، کتنا دوسروں کا خیال۔

ڈلہوزی کا ہی ایک واقعہ سنئے۔ رمضان میں ایک مالی شکایت کناں ہے کہ وہ سوکھی روٹی نہیں کھائے گا۔ اب مسئلہ یہ آن پڑا کہ ایک طرف تنگ دامانی اور دوسری طرف باورچی کا اصرار کہ اتنے کم گھی میں اتنے سارے لوگوں کے لئے اتنے بہت سے پراٹھے نہیں پکائے گا۔ اب کہاں برداشت کر سکتا تھا وہ حساس دل کہ ایک بجا شکایت کا ازالہ نہ ہو مگر کون کرے گا انتظام، کون بنائے گا اتنے بہت سے پراٹھے۔ نہ کسی کو حکم نہ جھڑک۔ خود سنبھال لیتی ہیں یہ مشکل کام، بیماری ہے، کمزوری ہے مگر گھر کی مالکہ اپنے ہاتھوں سے دھڑا دھڑ پراٹھے بنا رہی ہیں اور اتنے ہی گھی میں جتنی کہ گنجائش تھی۔ بیماری نڈھال کئے ہوئے، کام تھکا دینے والا لیکن یہ برداشت نہیں کہ غریب کارکنوں کی خاطر مدارت میں کمی رہ جائے۔ کیا جذبہ خدمت ہے، کتنا پیارا خیال ہے دوسروں کا۔ پھر ایک ایک خادمہ کی خاطر داری، ایک ایک ملازم کا خیال۔ ایک صاحب بھینسوں کی نگرانی پر معمور ہیں۔ سادہ سے دیہاتی جو عموماً کھاتے ہیں تو بے حساب، خادمہ پوچھتی ہے انہیں کتنی روٹیاں ملتی ہیں جواب سے تسلی نہ ہوئی۔ خود اپنے سامنے (یعنی چک کے پیچھے بٹھا کر) جائزہ لیتی ہیں۔ تو وہ صاحب گیارہ روٹیوں پر شکم پری کا اعلان کرتے ہیں۔ خادمہ کو حکم ملتا ہے کہ آئندہ انہیں گیارہ روٹیاں ہی دی جائیں۔ کیا انداز شفقت ہے۔ خود جائزہ لیتی ہیں مبادا کوئی کارکن بھوکا نہ رہ جائے۔ یقیناً ایک مہربان مالکن، ایک مادر مشفق۔

ایک اور کارکن سعیدہ بیگم صاحبہ، جن کے بچوں کے لئے کبھی ناشتہ بنایا جا رہا ہے، کبھی ان کے گھر پہنچ کر اپنے وجود کی چاندنی بکھیری جا رہی ہے۔ بتلاتی ہیں کہ ایک روز وہ حضرت سیدہ کے گھر گئیں تو انہوں نے والہانہ استقبال کیا لیکن آج اس پرنور مسکراتے ہوئے چہرے سے خاص خوشی جھلکتی ہوئی معلوم دی۔ کہتی ہیں میرا ہاتھ پکڑ کے دوسرے کمرے میں لے گئیں وہاں ایک پھول سا بچہ ایک ننھی منی گڑیا میٹھی نیند سو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا دیکھا میری بچی کتنی خوبصورت، کتنی پیاری ہے۔ کیا مسرت کا اظہار ہے ایک خادمہ کی نوزائدہ بچی کے لئے گویا اپنی ہی بچی ہے۔ ساری رات آپ نے گزار دی اس خادمہ کی خدمت کرتے ہوئے۔ بچی کو نہلایا، کپڑے پہنائے، سلایا اور پھر خوشی ہے کہ پھوٹ رہی ہے، "کتنی خوبصورت ہے میری بچی"۔ کہاں ملے گی ایسی مالکن کہ ساری رات بیت گئی ایک خادمہ کی خدمت کرتے ہوئے اور صبح تازہ دم۔ خوشی سے معمور گویا اپنے ہی خاندان میں نیا فرد آیا ہے۔ کیا اپنائیت ہے، کیا غریب نوازی۔

لکھنے کو تو اتنے واقعات ہیں کہ ان کا مجموعہ ایک کتاب بن جائے مگر تنگی دامن سے مجبور ایک واقعہ ہی اور پیش کیا جا سکے گا۔ ایک خادمہ امید سے ہے، گھر میں کام کرنے والیاں موجود مگر فکر آپ کو ہے اور یہ کہ کہیں بے توجہی نہ ہو، اس لئے خود ساری رات خادمہ کی خدمت میں گزار دیتی ہیں۔ بیماری حملہ آور ہو چکی ہے مگر اپنی فکر نہیں۔ فکر ہے تو ایک کارکنہ کی، ایک خادمہ کی کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔ اس کے کام میں کوتاہی نہ ہو۔ اپنی بیماری کی فکر نہیں اپنی جان کی پرواہ نہیں۔ دوسروں کا خیال ایسا کہ ان کی خاطر ہلکان ہو رہی ہیں۔ اور یہ ساری رات کا رت جگا، یہ محنت و مشقت، ایک بیمار وجود کو نہ صرف نڈھال کر گئی، بلکہ بیماری کی ایسی شدت ہوئی کہ جان لیوا ثابت ہوئی۔ مگر پھر بھی مطمئن کہ آخری وقت بھی کسی کے کام آ سکیں۔ کہاں ملیں گے ایسے بے نفس لوگ، ایسی شفیق ہستیاں، ایسی پر شفقت مائیں، غریبوں کی غمگسار، حاجت مندوں کی حاجت روا، بے کسوں کا سہارا۔ اے محترم آپا سب آپ سے راضی ہوئے اللہ بھی آپ سے راضی ہو۔

ہر انسان کے کچھ خواب ہوتے ہیں، کچھ خواہشیں، کچھ تمنائیں۔ کچھ کا اظہار ہو جاتا ہے اور بعض سینہ میں ہی دفن رہتی ہیں۔ سیدہ محترمہ کے بھی کچھ خواب تھے۔ کچھ نوک زباں پر آئے اور یوں آئے "میرا ایک بیٹا ہے، دعا کریں وہ ہزاروں میں ایک ہو۔ "میرا رب اسے دین و دنیا کا ستارہ بنائے"۔ "اللہ کرے وہ دنیا کی کشتی چلائے"۔ "وہ اللہ کا خاص بندہ بن جائے"۔ "وہ حافظ قرآن بھی ہو اور ڈاکٹر بھی"۔ وہ حافظ قرآن بھی ہو اور ڈاکٹر بھی" اس خاندان کے ایک فرد کی دعائیں تھیں جس کے سربراہ التجا کر چکے تھے "میری دعائیں ساری کریو قبول باری" اور یہ ساری دعائیں قبول ہوئیں۔ آج سیدہ محترمہ کے فرزند ارجمند حقیقتاً آسمان کی بلندیوں پہ ایک ستارہ کی طرح چمک رہے ہیں۔ وہ ہزاروں نہیں، کروڑوں سے افضل ہیں۔ وہ ساری دنیا کی کشتی اللہ کے فضلوں کے سہارے اس خوبی سے کھے رہے ہیں کہ تندئی تندی بادی مخالف بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ شاید حافظ قرآن تو نہیں مگر مفسر قرآن ایسے کہ نت نئے نکات نکالتے ہیں۔ وہ جسمانی معالج بھی ہیں اور ساری دنیا کے روحانی ڈاکٹر بھی۔ لاکھوں بیمار تندرست ہو رہے ہیں۔ ہزاروں مردے زندہ ہو رہے ہیں۔ اے مادر محترم آج آپ کی ساری دعائیں قبول ہوئیں۔ آپ کی ساری خواہشات پوری ہوئیں اور اس شان سے کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمان بھی ان پہ گواہ ٹھہرا۔

........اور اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اس درد بھرے پیغام پہ جو ان کے شریک حیات، شوہر نامدار نے دیا "اے مریم کی روح! اگر خدا تعالیٰ تم تک میری آواز پہنچا دے تو لو یہ مرا آخری درد بھرا پیغام سن لو اور جاؤ خدا تعالیٰ کی رحمتوں میں جہاں غم کا نام کوئی نہیں جانتا، جہاں درد کا لفظ کسی کی زبان پر نہیں آتا۔ جہاں ہم ساکنین الارض کی یاد کسی کو نہیں ستاتی"۔

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹ دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار "الفضل" کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

"الفضل آج ربوہ سے اخبار شائع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے اور جب تک یہاں سے نکلنا مقدر ہے اس کو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے"۔

الفضل کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے۔ روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کریں۔ ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی بلکہ باطل ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء مطابق ۱۷ صلح ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

(سورہ البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۵)

رمضان مبارک شروع ہوئے سات دن گزر گئے۔ آج ساتواں روزہ ہے اور اس پہلو سے میں نے کچھ ایسی آیات اور کچھ احادیث اکٹھی کی ہیں، اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات بھی جن کے حوالے سے میں آپ کو رمضان سے متعلق مختلف باتیں سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ سات دن جو گزر گئے وہ تو گزر گئے، آئندہ کے لئے جو اہم باتیں ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئیں ان کا ان آیات کریمہ میں بھی ذکر ہے اور دوسری آیات میں بھی ذکر ملتا ہے۔ اور میری نظر اس وقت خاص طور پر اگلی نسل کی تربیت پر ہے۔ اس پہلو سے میں سادہ لفظوں میں رمضان کی بعض برکتیں حاصل کرنے کے آپ کو طریق سمجھاتا ہوں لیکن جو آیات تلاوت کی ہیں پہلے ان کا ترجمہ اور مختصر تفسیر پیش کروں گا۔

فرمایا "یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم" کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر بھی رمضان فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ اور یہ جو مضمون ہے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا یہ عبادت کی تین قسموں پر مشترک ہے۔ ایک نماز، ایک حج اور ایک زکوٰۃ۔ یہ تین وہ عبادت کی بنیادی قسمیں ہیں جن کا تعلق ہر مذہب سے ہے اور قدیم سے اسی طرح چلا آیا ہے۔ ہر مذہب کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ ایسی مقرر ہے جہاں وہ اکٹھے ہوں اور کم سے کم زندگی میں ایک دفعہ اکٹھے ہو کر وہ خدا تعالیٰ کا ذکر بلند کریں۔ اور جگہوں کا انتخاب اس پہلو سے کیا گیا ہے کہ وہاں خدا کا کوئی بہت نیک اور بزرگ بندہ اللہ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکا تھا اور اسی فضا میں وہ سانس لیتا رہا، وہیں اس نے خدا کے لئے اپنے دین کو خالص کیا، اپنی تمام تر توجہات کو خدا کی طرف پھیر دیا تو اس کی یادیں خدا کی یادوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

اور خدا کو یاد کرنے کا بہترین ذریعہ اس مقام پر ذہن میں آتا ہے جس مقام پر ایک خدا کا خالص بندہ اس کی عبادت کرتا رہا۔ تو اسی لئے "مقام ابراہیم مصلیٰ" کی جو نصیحت ہے "واتخذوا من مقام ابراھم مصلیٰ" (البقرہ: ۱۲۶) کہ تم بیت اللہ کے حج کے لئے جاؤ تو یاد رکھنا "واتخذوا من مقام ابراھم مصلیٰ" کہ اپنی عبادتیں ویسی بنانا جیسی ابراہیم نے بنائی تھیں اور اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا جو ابراہیم کا مقام تھا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو ان عبادتوں کے لئے وقف کیا۔ پس حج کا تعلق ایسے خدا کے نیک بندوں سے ہے جنہوں نے اپنے دین کو خدا کے لئے خالص رکھا اور کسی ایک جگہ وہ یا تو دھونی رما کے بیٹھ رہے یا بار بار وہاں آتے رہے اور اس جگہ کے ساتھ خدا کی عبادت کا تعلق مستقلاً ایک ایسے رشتے میں تبدیل ہو گیا جو توڑا نہیں جا سکتا۔ یعنی ہر قوم کے لئے وہ جگہ اور ذکر الٰہی گویا ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے۔ جب یہ مقام کسی مقام کو نصیب ہو تو اسے پھر وہ حج کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے الگ الگ خدا تعالیٰ نے ایک مقام بنایا ہے اور اس کا تعلق اس قوم کے انبیاء اور بزرگوں سے ہے لیکن سب کے لئے اجتماعی طور پر خانہ کعبہ کو چنا گیا۔ اور اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی زندہ رکھا گیا۔ مگر اصل خانہ کعبہ کا مقصد توحید باری تعالیٰ کا وہ قیام تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ذریعے وجود میں آنی تھی۔ اسی لئے اسلام سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر کی پہلی اینٹ رکھی گئی مقصد یہی تھا کہ یہاں تمام بنی نوع انسان جمع ہوں گے۔ پس یہ مقصد اپنے تمام کو پہنچا ہے، اپنے کمال کو پہنچا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ۔ تو عبادت کا جو مفہوم ہے اس میں حج ایک اہم حصہ ہے لیکن یہ زندگی میں ایک دفعہ کی عبادت ہے۔ اگر بار بار کی توفیق ملے تو زائد ہے ورنہ ایک دفعہ کی عبادت اگر ہو جائے تو یہ بھی بہت بڑی چیز ہے۔

دوسری عبادت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نماز ہے جو ہر مذہب میں موجود ہے مختلف رنگ میں، مختلف شکلوں میں۔ اور تیسری روزے ہیں یعنی جیسا کہ اس مہینے میں ہم گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزوں کو تمام دوسرے مذاہب میں جو اسلام سے پہلے تھے کسی نہ کسی شکل میں ضرور فرض فرما دیا۔ پس رمضان میں ان تین عبادت کی قسموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے قرب کی کوشش کرنی چاہئے۔ حج تو ابھی بعد میں آئے گا مگر حج کے مقاصد ضرور رمضان میں پیش نظر رکھے جا سکتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ کو تمام دنیا کا مرجع بنانا اس کے لئے اس رمضان میں بھی دعائیں ہو سکتی ہیں۔ پس اس پہلو سے ہم حج کے مقاصد بھی کسی حد تک پالیں گے اگر دعاؤں کے ذریعے حج کے اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنی نوع انسان کو ان کی طرف مائل کرنے کے لئے التجائیں کریں۔ اور یہ بنی نوع انسان کا میلان یعنی ان کی توجہ اس طرف ہونا دعاؤں کے سوا ممکن نہیں ہے۔ پس اس پہلو سے رمضان میں حج کے مقاصد کے لئے دعائیں کرنا بھی داخل ہو جائے گا کیونکہ یہ عبادت کا ایک اہم حصہ ہے۔

یہ تین پہلو عبادت کے ہیں جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی **اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں۔ ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت بلکہ باطل ہے۔** ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں کسی شمار میں نہیں آئے گی اس لئے جانوروں کی طرح یہیں مر کر مٹی ہو جاؤ گے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ جانور تو مر کر نجات پا جاتے ہیں تم مرنے کے بعد جزا سزا کے میدان میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پس یہ شعور ہے جسے ہمیں اگلی نسلوں میں پیدا کرنا ہے اور رمضان مبارک میں ایک بہت اچھا موقع ہے کیونکہ فضا سازگار ہو جاتی ہے۔ رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایسے چہرے بھی دکھائی دیتے ہیں مسجدوں میں جو پہلے کبھی دکھائی نہیں دیئے اور ان کو دیکھ کر دل میں کسی قسم کی تحقیر کے جذبے نہیں پیدا ہوتے۔ کیونکہ اگر کوئی انسان ان چہروں کو دیکھے اور تحقیر کی نظر سے کہ اب آ گیا ہے رمضان میں، پہلے کہاں تھا تو میرا یہ ایمان ہے کہ ایسی نظر سے دیکھنے والے کی اپنی عبادتیں بھی سب باطل ہو جائیں گی اور ضائع ہو جائیں گی۔ کیونکہ اللہ کے دربار میں اگر کوئی حاضر ہوتا ہے، ایک دفعہ بھی حاضر ہوتا ہے، اگر آپ کو اللہ سے محبت ہے تو پیار کی نظر ڈالنی چاہئے اس پر اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو اور قریب کریں اور اس کو بتائیں کہ الحمدللہ تمہیں دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ تم اٹھے، تکلیف کی ہے، پہلے عادت نہیں تھی، اب آ گئے ہو۔ بسم اللہ، جی آیا نوں کہو اس کو اور اس کو پیار کے ساتھ سینے سے لگائیں تاکہ آپ کے ذریعے سے اور آپ کے اخلاص کے اظہار کے ذریعے

سے وہ ہمیشہ کے لئے خدا کا ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے گھر میں اپنے بچوں کی بہت عمدہ تربیت کر سکتے ہیں۔ جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کو بتائیں کہ تم جو اٹھے ہو تو خدا کی خاطر اٹھے ہو اور ان سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا۔ کیا اللہ سے باتیں کیں، کیا دعائیں کیں اور اس طریق پر ان کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے یعنی جڑیں ان کی مضبوط ہوں گی۔ ان میں وہ تمام صلاحیتیں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہوا کرتی ہیں وہ نشو و نما پا کر کونپلیں نکالیں گی۔ پس رمضان اس پہلو سے کاشتکاری کا مہینہ ہے۔ آپ نے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔ اس طریق پر ان کی آبیاری کرنی ہے یعنی روزمرہ ان کو نیک باتیں بتا بتا کر کہ ان بیجوں سے بڑی سرسبز خوشنما کونپلیں پھوٹیں اور رفتہ رفتہ وہ بچے ایک کلمہ طیبہ کی صورت اختیار کر جائیں جس کی جڑیں تو زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔

تو رمضان مبارک کو روزوں کے لحاظ سے جیسے گزارنا ہے وہ تو عام طور پر سب جانتے ہی ہیں مگر میں ان فائدوں پر نگاہ رکھ رہا ہوں جو رمضان میں خاص طور پر ہجوم کر کے آ جاتے ہیں اور اس وقت آپ اس ہجوم سے استفادہ کریں اور زیادہ سے زیادہ برکتیں لوٹ لیں۔ یہ مقصد ہے اس نصیحت کا جس کے لئے میں آج آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔ بعض لوگ جانتے ہیں کنکوے اڑائے جاتے ہیں مگر بسنت میں جو کنکووں کے اڑنے کا عالم ہے وہ چیز ہی اور ہو جاتی ہے۔ پس خدا کی یادوں کے لئے یہ مہینہ بسنت بن گیا ہے اور بار بار ذکر الٰہی کے جو گیت ہیں وہ گھر گھر سے بلند ہوتے ہیں۔ مختلف وقتوں میں اٹھتے ہیں، صبح شام تلاوت کی آوازیں آتی ہیں اور طرح طرح سے انسان اللہ کی یاد کو زندہ اور تازہ اور دائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جو یاد آئے وہ پھر ہاتھ سے نکل نہ جائے۔

پس اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون" رمضان کا مقصد کھیل تماشہ نہیں ہے۔ محض بھوکا رہنا، محض افطاری کر لینا یہ نہیں ہے۔ ایک مقصد ہے کہ تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرو اور اللہ تعالیٰ کا پہلے سے بڑھ کر دل میں خوف پیدا ہو اور پھر وہ ہمیشہ باقی رہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے "ایاماً معدودات" - اس تعلق میں مختلف ترجمہ کرنے والے اور مفسرین اس کا جب فاعل ڈھونڈتے ہیں تو ان کو ایک دقت پیش آتی ہے "ایاماً معدودات" منصوب ہے۔ یعنی منصوب سے مراد یہ ہے جیسے کسی کو کہا جائے کہ فلاں چیز کو فلاں جگہ پھینک آؤ تو جس چیز کو پھینکیں گے وہ مفعول ہو جائے گی۔ وہ جگہ جہاں پھینکیں گے وہ مفعول ہو جائے گی تو فعل کا کرنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہئے۔ اس لئے جب بھی ایسی علامتیں ظاہر ہوں جن کا تعلق مفعول ہونے سے ہے تو انہیں منصوب حالتیں کہا جاتا ہے، نصب کی حالت اور اس کا ایک فاعل تلاش کیا جاتا ہے۔

تو "ایاماً معدودات" کو قرآن کریم میں نصبی حالت میں پیش فرمایا گیا ہے "چند گنتی کے دن"۔ اس پر جو ترجمہ کرنے والے فاعل تلاش کرتے ہیں تو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ روزے رکھو چند گنتی کے دن۔ لیکن "روزے رکھو" کو حذف سمجھتے ہیں جب کہ اس سے پہلے جو فعل گزر چکے ہیں اگر ان کے ساتھ اس کو ملایا جائے اور مفعول بنایا جائے تو پھر معنے بالکل غلط ہو جائیں گے۔ وہ اس طرح بنیں گے پھر کہ تم پر فرض کر دیئے گئے ہیں روزے جیسے کہ پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے "لعلکم تتقون ایاماً معدودات" کیونکہ فعل تقویٰ کا ہے صرف، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو گنتی کے چند دن۔ اب یہ تو مقصود ہو ہی نہیں سکتا قرآن کریم کا کہ روزے فرض کئے گئے ایسے کہ پہلی قوموں پر بھی ہر جگہ فرض کر دیئے گئے تھے، اتنی عظیم الشان چیز ہے صرف اس لئے کہ تم چند گنتی کے دن خدا کو یاد کر لو یا تقویٰ اختیار کر لو۔ تو یہ دقت ہے ترجمہ کرنے والوں کے پیش نظر۔ وہ سمجھتے ہیں کہ منصوب کے لئے ضرور پہلے ایسا فعل تلاش کرنا چاہئے جس میں فاعل بھی مذکور ہو "تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو" یہ فعل ہے جس میں فاعل بھی ہے۔ کون تقویٰ کرے؟ تم کرو۔ کتنے دن؟ چند گنتی کے دن۔ یہ تو غلط ہے کیونکہ تقویٰ کا تعلق تو زندگی بھر سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ ان منصوبی حالتوں میں فاعل کی تلاش کی بجائے اسے اور معنوں میں پڑھتا ہوں جو عربی لغت کے لحاظ سے جائز ہیں اور منصوب بعض دفعہ غیر معمولی توجہ دلانے کی خاطر کیا جاتا ہے اس میں فاعل کی تلاش کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ جب کہیں بچو کسی چیز سے مثلاً شیر کہہ دیا جائے یا سانپ کہہ دیا جائے یا بچھو کہہ دیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ "بچو" تو اس کو منصوب کر دیا جائے یا کسی اور ایسے موقع پر جب کسی چیز کی عظمت دلانی ہو تو اسے بھی منصوب کر دیا جاتا ہے تو اس کے لئے پہلے جملے میں کسی فعل اور اس سے تعلق رکھنے والے فاعل کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔

جب یہ معنے جو میں کرتا ہوں اس پہلو سے یہ مضمون یوں بنے گا "لعلکم تتقون" دیکھو تقویٰ کا فائدہ تمہیں اس سے پہنچے گا اور جہاں تک محنت کا تعلق ہے گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ کیسا اچھا سودا ہے۔ چند روزہ محنت کرو گے تو ہمیشہ ہمیش کی فلاح پا جاؤ گے اور تقویٰ حاصل ہوگا جو پھر تمہارا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ تقویٰ عارضی نیکی کے لئے استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ تقویٰ ایک مستقل چیز ہے جو انسان کے دل میں بس جاتی ہے اور ترقی کرتی رہتی ہے۔ تو "لعلکم تتقون" کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرتے چلے جاؤ اور ہر رمضان تمہارا تقویٰ بڑھا کر جائے، ہر رمضان تمہیں خدا سے پہلے سے زیادہ قریب کر دے۔ یہ مقصد ہے رمضان کا اور اسی پہلو سے تمام گزشتہ مذہبی قوموں میں روزے فرض کئے گئے۔ اور ہے کیا؟ "ایاماً معدودات" چند گنتی کے دن ہیں ان میں جو زور لگانا ہے لگا لو۔ فوائد زندگی بھر کے اور محنت چند دنوں کی۔

پھر فرمایا "فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفرٍ فعدۃ من ایامٍ اخر" اور پھر سہولتیں بھی ایسی دے دی ہیں کہ یہ مہینہ مشقت کا مہینہ نہیں رہتا۔ فرمایا تم میں مریض بھی ہوں گے، سفر پر بھی ہوں گے ان کے لئے ہماری ہدایت یہ ہے کہ وہ دوسرے ایام میں روزے رکھ لیں۔ ایک مہینے میں روزے رکھنا فوائد اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ ماحول پیدا ہو جاتا ہے جو الگ الگ روزے رکھنے سے پیدا نہیں ہوتا۔ جو برکتیں سب کی مل کر اکٹھا روزہ رکھنے میں ہیں وہ برکتیں الگ الگ روزوں میں نہیں ہیں۔ تو فرمایا اصل تو یہی ہے کہ اس مہینے کو جب پاؤ، جب اس کو دیکھو، جب تمہیں نصیب ہو جائے تو اسی مہینے میں روزے رکھو۔ لیکن اگر مریض ہو، بیمار ہو تو پھر بعد کے ایام کو بھی روزے پورے کرنے کے لئے استعمال کر سکتے ہو اور جب بھی توفیق ملے روزے رکھو "من ایامٍ اخر" یعنی رمضانی کے علاوہ بعد کے ایام میں۔

"و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین" اس میں "یطیقونه" کے متعلق میں تفصیلی بات پچھلے رمضان، اس سے پہلے بھی کر چکا ہوں اس وقت میرے پیش نظر یہ لفظ "یطیقونه" کا استعمال نہیں ہے۔ سادہ ترجمہ اس کا یہ سمجھیں کہ جن لوگوں کو یہ توفیق ہو کہ وہ روزہ نہ رکھیں مگر روزے کا فدیہ دے سکیں وہ فدیہ دے دیں یا وہ لوگ جو یہ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ روزہ رکھ سکیں وہ بعد میں روزہ چونکہ نہیں رکھیں گے اس لئے اس کے بدلے میں فدیہ دے دیں تو یہ دونوں معانی اور اس کے علاوہ بھی بعض معانی اس مضمون میں داخل ہیں۔

یہاں فدیہ کی بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ فدیہ کیا ہے؟ فرمایا "فدیة طعام مسکین" ایک مسکین کا کھانا ہے فدیہ۔ یعنی جو تم میں سے غرباء ہیں، نسبتاً مالی لحاظ سے کم توفیق رکھنے والے ہیں اور ان کے اندر مانگنے کی عادت نہیں خصوصیت سے وہ لوگ مساکین کہلاتے ہیں۔ مانگنے والے بھی اس حکم سے باہر نہیں جائیں گے مگر خاص طور پر نظر رکھنے کا حکم ہے "فدیة طعام مسکین" کا مطلب ہے تم نگاہ رکھو کہ ایسے مساکین جو تمہارے اردگرد رہتے ہیں، جن کو مانگنے کی عادت نہیں مگر تمہارا فرض ہے کہ ان تک پہنچو، ان کی تلاش کرو، ان کو یہ کھانا پہنچاؤ، یہ تمہارا فدیہ ہو جائے گا۔ فدیہ دراصل ایک چیز کو کسی مصیبت سے چھڑانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ جب ان کے دشمنوں کے قیدی جب ان پہ فتح پاتے ہیں ان کے ہاتھ آ جاتے ہیں تو ان کے پچھلے عزیز، رشتے دار وغیرہ کچھ رقم دے کر ان کو چھڑاتے ہیں تو جان چھڑانے کے لئے کسی

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
ہمارے پتہ جات:
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893
Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 081 553 3611

مصیبت سے جو کچھ دیا جائے اسے فدیہ کہتے ہیں۔ اور جو چیز ضائع ہو جائے اور انسان کسی وجہ سے کسی نیکی سے محروم رہ جائے تو اس کی جو بلاء پڑتی ہے انسان پر۔ نیکی کا مہینہ آیا اور نیکیوں سے محروم رہ گیا اس بلاء سے بھی تو جان چھڑانی ہے کہ جو محرومی کا احساس ہے اور محرومی کے نتائج ہیں وہ تو پڑیں گے بہرحال۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ فدیہ مقرر فرمایا ہے کہ تم بھوکے رہ کر خدا کی رضا کمانا چاہتے تھے، تمہیں خواہش کے باوجود بھوکے رہ کر خود خدا کی رضا کمانے کی توفیق نہیں مل سکی تو اس کا علاج دیکھیں کیسا عمدہ تجویز فرمایا۔ فرمایا بھوک میں کوئی بات نہیں ہے اصل تو تقویٰ ہے۔ اور اگر تم خدا کی خاطر کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو یہ تمہارے روزے چھٹنے کا فدیہ ہے۔ یعنی بظاہر انسان یہ سمجھتا ہے اس کا فدیہ یہ ہو کسی کو روزے رکھواؤ لیکن روزے رکھوانا فدیہ نہیں، بھوکے کو کھانا کھلانا فدیہ بن گیا۔

پس اس نیکی کو بھی نہ صرف اس مہینے میں رواج دینا ہے بلکہ اپنے بچوں کو خصوصیت سے بتانا چاہئے اور اس رمضان کے مہینے میں فدیے کا مضمون چونکہ بھوک سے تعلق رکھتا ہے بھوک کے حوالے سے سمجھانا چاہئے۔ اپنی اگلی نسلوں کو بتائیں کہ دیکھو تم خدا کی خاطر بھوکے رہے تھے تو کبھی یہ بھی سوچا کہ خدا کے بہت سے ایسے بندے ہیں جن کو روزمرہ ہی کھانے کی وہ توفیق نہیں ملتی جو تمہیں ملتی ہے۔ تم صبح اٹھ کے کھاتے ہو، دوپہر کو بھی کھاتے ہو، شام کو بھی، پھر اس کے علاوہ بھی، جب توفیق ملے جو صاحب حیثیت لوگ ہیں یا ان ملکوں میں رہتے ہیں جیسے انگلستان کے رہنے والے ہیں ان کے۔ بچوں کو تو ہر وقت چرنے کی عادت ہوتی ہے۔ کوئی جیب میں چیونگم ڈال لیا، کوئی چاکلیٹ خرید لیا، کوئی بازار سے چپس لے لئے، فرائز خرید لیں۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ ان کو ملتے رہنا چاہئے اور اکثر مل ہی جاتا ہے اور سب۔ بچوں نے اپنی اپنی چیزیں سنبھال کے رکھی ہوتی ہیں اپنے تھیلوں میں کہ ہم یہ کھائیں گے۔ تو ان کو سمجھانا چاہئے کہ رمضان، آج کل کے مہینے میں تو روزے چھوٹے ہیں مگر بڑے سخت بھی آجایا کرتے ہیں۔ مگر آج کل بھی۔ بچوں کو جو پابندی کا احساس ہے یہ نہیں کھانا، یہ تکلیف ضرور پہنچاتا ہے۔ پس آپ فدیہ کے حوالے سے ان کو سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ نے دیکھو اگر روزے نہ رکھو تو فدیہ دینے کی اور غریبوں کو کھانا کھلانے کی تلقین فرمائی ہے۔ جس کا مطلب ہے روزے کا تعلق غریبوں کی بھوک سے بھی ہے۔ اور ساتھ یہ فرما دیا "فمن تطوع خيراً فهو خير له" کہ یہ صرف ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جن کے روزے چھٹ گئے ہیں۔ غریب کو کھانا کھلانا تو ایک دائمی مضمون ہے اور رمضان کے مہینے میں تو یہ خصوصیت سے غریب کو کھانا کھلانا ایک بہت بڑی نیکی بن جاتا ہے۔

"فمن تطوع خيراً فهو خير له" جو روزہ چھٹے یا نہ چھٹے اس مہینے میں نیکی کے شوق کی خاطر از خود غریبوں کو کھانا کھلانے کا انتظام کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہت ہی بہتر چیز ہے۔ تو اس حوالے سے غربت کو دور کرنے کی طرف متوجہ کرنا اور غریبوں کی نگہداشت کرنا، ان کا خیال رکھنا، ان کے دکھ بانٹنا یہ سارے وہ مضامین ہیں جو بڑی عمدگی کے ساتھ۔ بچوں کو سمجھائے جا سکتے ہیں اور جب آپ سمجھائیں گے تو خود بھی آپ کو پہلے سے زیادہ اس طرف توجہ ہوگی۔ "فدية" کے متعلق صرف ایک مشکل یہ ہے کہ انگلستان میں اور یورپ اور امریکہ کے بہت سے دوسرے، یورپ اور امریکہ جیسے اور بھی کئی ممالک ہیں مثلاً جاپان ہے جو روزمرہ کے کھانے کو کوئی خاص اہمیت دیتے ہی نہیں، کیونکہ ان میں اکثر لوگ روزمرہ کے کھانے کی توفیق ایسی رکھتے ہیں کہ وہ زائد عیاشی اور عیش و عشرت کے لئے تو پیسے چاہتے ہیں کھانا ان کا مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے جو مرضی کھائیں۔ اور اتنی کمائی ضرور کر لیتے ہیں کہ وہ آسانی سے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ زوائد کے لئے، شرابیں پینے کے لئے، عیش و عشرت کے دوسرے سامانوں کی خاطر اگر کچھ نہ ان کو ملے تو وہ اس کو غربت سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی توجہ اس طرف جاتی ہی نہیں کہ دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ اگر ایک وقت کی روٹی بھی میسر آجائے تو وہ بھی بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ یہاں کیسے آپ کو یہ توفیق مل سکتی ہے "فدية طعام مسكين" کی۔ دو تین طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو غریب ممالک ہیں ان کے لئے آپ فدیے بھیجیں۔ اگرچہ وہ ذاتی تعلق جو غریب کی براہ راست خدمت سے قائم ہوتا ہے وہ تو نہیں ہو سکے گا لیکن ایک کچھ نہ کچھ بدل تو ضرور ہے۔ پس اس مہینے میں اپنے۔ بچوں کو بھی اس بات پر آمادہ کریں کہ اگرچہ روزے تم پر فرض نہیں، فدیہ فرض نہیں ہے مگر قرآن تو فرما رہا ہے "فمن تطوع خيراً" پس جو بھی نیکی شوق سے کرتا ہے، نفلی طور پر کرتا ہے تو اس کے لئے بہت بہتر ہے۔ تو کچھ **اپنے غریب بھائیوں کے لئے خواہ دنیا میں کہیں بھی بستے ہوں، ان کے لئے کچھ اپنے جیب خرچ سے نکالو اور روزمرہ کوئی نہ کوئی صدقہ خدا کی خاطر دے دیا کرو** تو اس طرح۔ بچپن ہی سے ان کے دلوں میں غریب کی ضرورت کا احساس پیدا ہو جائے گا اور جو اپنی طرف سے، اپنے اکٹھے کئے ہوئے پیسوں میں سے کچھ دیں گے خواہ وہ معمولی رقم ہی کیوں نہ ہو وہ ان کے لئے ایک بہت بڑی رقم بن جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے دل پر نظر رکھتا ہے اور بعض دفعہ ایک بچے کا چھوٹا سا خرچ بھی اس کی ساری زندگی سنوار سکتا ہے۔

تو دیکھو رمضان میں کیسے اعلیٰ اعلیٰ مواقع آپ کو نصیب ہوتے ہیں اور کس طرح روزمرہ آپ کی اولاد کی تربیت آپ کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ ایک ماحول بنا ہوا ہے، اٹھ رہے ہیں روزوں کے وقت، افطاری کے وقت اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اس وقت عام طور پر لوگ مختلف گپیں مار کے اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ سحری کے وقت بھی میں نے دیکھا ہے یہ رجحان ہے کہ ہلکی پھلکی باتیں کرکے تو ہنسی مذاق یا دوسری باتوں میں سحری کے وقت کو ٹال دیتے ہیں اور یا ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح افطاری کا حال ہے۔ تو میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ **جہاں تک ممکن ہوسکے سحری اور افطاری کو تربیت کے لئے استعمال کریں اور تربیت کے مضمون کی باتیں کیا کریں۔** اور اعلیٰ بڑے دینی مقاصد کی گفتگو اگر بہت بوجھل ہو تو یہ چھوٹی چھوٹی روزمرہ کی باتیں یہ تو سمجھائی جا سکتی ہیں۔

پھر فرمایا ہے "و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون" کہ اگر تم روزے رکھو تو یہ بہت بہتر ہے "ان كنتم تعلمون" اگر تم اس بات کو جانتے۔ یہاں جب اجازت دے دی ہے فدیہ کی اور اگر مریض ہو یا سفر پر ہو تو ہدایت یہ فرمائی ہے کہ پھر بعد کے ایام میں روزے رکھو تو سوال یہ ہے کہ پھر "و ان تصوموا خير لكم" کا کیا مطلب ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیمار ہو تب بھی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سفر پر ہو تب بھی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ہرگز اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فدیے تو تم دے دو گے لیکن روزے نہیں اس سے کٹ جائیں گے، روزے کا فریضہ قائم رہے گا۔ اس لئے فدیہ دے کر یہ نہ سمجھو کہ روزے کے فرض سے تم بری الذمہ ہوگئے ہو۔ فدیہ دو اور وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے لیکن روزے اپنی ذات میں ایسے فوائد رکھتے ہیں کہ جب بھی تمہیں توفیق ملے تم ضرور رکھو۔

"و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون" کا ایک معنیٰ تو یہ ہے کہ تم اگر غور کرو تو یہ بات سمجھ لوگے کہ روزوں میں اور بھی بہت سی خیریں اور برکتیں ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانا تمہارے اپنے فائدے کی بات ہے۔ لیکن "ان كنتم تعلمون" میں ایک مضمون کاش کا بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اے کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ روزے میں کیا کیا فوائد ہیں۔ اور اگر یہ معلوم ہوتا تو "تطوع خيراً" کا مضمون روزوں کے ساتھ بھی چسپاں ہو جاتا۔ پھر تم کوشش کرتے کہ صرف رمضان کے فرض روزے ہی نہ رکھتے بلکہ "تطوع خيراً" کے تابع نفلی روزے بھی بہت رکھتے مگر تمہیں پتہ نہیں کہ روزے کے فائدے کیا کیا ہیں۔ اس نقطہ نگاہ سے روزے کے فوائد کے تعلق میں میں آپ کے سامنے چند اور باتیں

CHEAP CALLS

ساری دنیا میں بے حد سستے داموں پر ٹیلیفون کریں

اپنے گھر میں مفت ٹیلیفون کی Colt Service لگائیں

یہ سروس ہر لحاظ سے مفت ہے۔

بی۔ٹی، مرکری، AT & T 'Energis' اور ACC کی کمپنیوں سے سستی ہے۔ آپ UK کی لوکل کالز کے علاوہ نیشنل کالز بھی بہت سستی پائیں گے۔

BT کی موجودہ لائن پر بغیر کسی تبدیلی کے یہ سروس مہیا ہوتی ہے۔

"مندرجہ ذیل ٹیلی فون نمبرز پر رابطہ کریں"

BOND TRADING (G. B.) LTD.

0181-871 3806, 0181-947 7511

01634-580670, FAX: 0181-871 3807

MOBILE: 0956-198662

بھی رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک تو ایسی بات ہے جس کا غریب ملکوں سے زیادہ امیر ملکوں سے تعلق ہے۔ غریب ملکوں میں فاقہ کشی کی مصیبت ہے جس کا ذکر فدیے کے تعلق میں میں نے کیا ہے۔ امیر ملکوں میں زیادہ کھانے کی مصیبت ہے اور غذا کی بہتات جو ہے اس نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ اس لئے یہاں کے جتنے بھی اشتہار اور پروگرام وغیرہ آپ دیکھتے ہیں ان میں یہ نسخے بتائے جاتے ہیں کہ موٹاپا کیسے دور کرنا ہے اور اس کے لئے نئی نئی ترکیبیں ایجاد ہو رہی ہیں، نئی نئی دوائیاں بن رہی ہیں۔ اب کسی بھوکے ملک میں جاکر آپ یہ اشتہار شائع کریں تو لوگ اشتہار پھاڑ کے اشتہار لکھنے والوں کی جان کے درپے ہو جائیں مگر یہاں یہی بیماری ہے۔ بہتات، کوئی چیز حد سے زیادہ دستیاب ہو پتہ نہ ہو کہ کیا کرنا ہے اس کا۔ اب پیچھے جب وہ ان کی کرسمس گزری ہے تو کھا کھا کے انہوں نے ستیاناس کر لیا اپنی صحت کا۔ دن رات چرنے کا شغل تھا کہ اس طرح کرسمس منائی جا رہی ہے۔ اور کسی نے کہا کہ سب کچھ، ساری دولت کرسمس کے دن گندی نالیوں میں بہا دینا یہ مدعا معلوم ہوتا ہے کرسمس کا۔ تو خدا تعالیٰ دونوں طرف نصیحت فرماتا ہے۔ ایک طرف ان لوگوں کے لئے جن لوگوں کے پاس نہیں ہے ان کے لئے کئی نصیحتیں ہیں رمضان میں اور پھر ان کے لئے بھی جن کے پاس بہت کچھ ہے بہت سی نصیحتیں ہیں۔ ایک یہ تھی جس کا میں نے ذکر کیا کہ اپنے غریب بھائیوں کا خیال کرو، روزے کی بھوک کی جب تکلیف پہنچے اس وقت سوچا کرو کہ خدا کے کتنے بندے ہیں جو روزمرہ کی معمولی ضرورتوں کے بھی محتاج بنے بیٹھے ہیں ان کے پاس کچھ نہیں ہے کھانے کو۔ اور پھر اس کے نتیجے میں جو تقویٰ پیدا ہو وہ ان چند ایام تک محدود نہ رہے بلکہ جیسا کہ میں نے قرآن کریم کی آیت سے استنباط کیا ہے وہ مستقل تمہاری دولت بن جائے۔

"ایاماً معدودات" کی تکلیف ایسے غریب بھائیوں کی تکلیف کا احساس دلائے جو ہمیشہ بھوکے رہتے ہیں کسی رمضان کی وجہ سے تو بھوکے نہیں رہتے۔ تو ایک عارضی تکلیف ایک مستقل راحت کا سامان پیدا کر دے گی۔ اور جو تمہیں سکون نصیب ہوگا غریبوں کو کھانا کھلا کر اور غریبوں کی خدمت کے ذریعے یہ سکون مستقل ہو جائے گا اور بھوک کی تکلیف عارضی تھی۔ پس دوسرا پہلو جو اس کا ہے تم اپنی صحت کا بھی خیال کرو۔ بھوکے رہتے ہو تو سارا دن یہ سوچ کر نہ گزارنا کہ جب روزہ ختم ہوگا تو پھر یہ یہ نعمتیں کھاؤں گا، اتنا زیادہ کھاؤں گا کہ سارے روزے کی کسر مٹا دوں گا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں "صوموا تصحوا" روزے رکھو تاکہ تمہاری صحت اچھی ہو اور صحت اچھی تبھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے تھے بڑی سخت بےوقوفی تھی رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سکھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔

اب امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر ڈائٹنگ کا اور کوئی طریق نہیں ہے جو روزوں نے ہمیں سکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **روزے میں کھانا کم کرنا لازم ہے کیونکہ کھانا کم کئے بغیر جو اعلیٰ مقصد ہے روزے کا وہ پورا نہیں ہو سکتا۔** یعنی صرف یہ نہیں کہ کچھ وقت بھوکے رہنا ہے بلکہ دونوں کناروں پر بھی صبر سے کام لو اور نسبتاً اپنی غذا تھوڑی کرتے چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں اس کے بغیر انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ ذکر الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی ایک روحانی غذا ہے اور روزمرہ کا کھانا ایک جسمانی غذا ہے۔ تو رمضان کی برکت یہ ہے یا روزوں کی برکت یہ ہے کہ وہ جسمانی غذا سے ہماری توجہ روحانی غذا کی طرف پھیر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی میں ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ روحانی لطف ہے جو آپ کی روح کو تر و تازہ کرتا ہے، اس کی مضبوطی کا انتظام کرتا ہے اور جسم پہ جو زائد چربیاں چڑھی تھیں ان کو پگھلاتا ہے۔

پس روزے کا امیروں کی صحت کے ساتھ بڑا بھاری تعلق ہے۔ لیکن اگر امیر روزے کا انتقام دونوں کناروں پر لیں یعنی جب افطاری کریں تو اتنا کھائیں اور ایسی ایسی عجیب نعمتیں کھائیں کہ عام روزمرہ دنوں میں بھی وہ نہیں کھاتے تھے تاکہ روزے کا بدلہ اتارا جائے۔ اور رات جو بیچ میں پڑے پھر دوسرے دن سحری کے وقت اس عزم کے ساتھ بیٹھیں کہ اب ہم نے بھوک کو قریب نہیں پھٹکنے دینا۔ اتنا کھائیں گے کہ صبح آنکھ کھلے تو عذاب بن جائے، معدے میں تیزاب ابل رہے ہوں، مصیبت پڑی ہوئی ہو اور پھر علاج سو کر کیا جائے تاکہ اور سوئیں اور اس مصیبت سے نجات ملے اور سو سو کر جس طرح بھی بن پڑے افطاری کا انتظار ہو۔ اگر یہ مقصد ہے رمضان کا اور روزوں کا تو یہ تو تمہیں پہلے حال سے بدتر کر کے چھوڑ جائے گا۔ اس لئے مقصد کو سمجھیں اور اس مقصد کو پیش نظر بھی رکھیں۔ بچوں کو بھی سمجھائیں کہ اگر تم نے بھوک کا مزہ دیکھا ہی نہیں اور تمہیں یہ نہیں پتہ کہ بھوک کے وقت تمہیں ذکر الٰہی کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقت صرف کر کے جو بھوک کی بےچینی ہے اسے کم کرنا ہے۔

اب یہ جو مضمون ہے بدنی غذا کی کمی کا روحانی غذا کے ذریعے ازالہ کرنا یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عمدگی کے ساتھ، بڑی تفصیل سے کھول کر ہمارے سامنے رکھا ہے۔ لیکن ایک اور بات میں آپ کو یہ بتادوں اس تعلق میں کہ یہ جو فدیہ ہے اس کے علاوہ بھی رمضان میں افطاریاں کرانے کا رواج چل پڑتا ہے جو بسااوقات اس مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے جو میں اب بیان کر رہا ہوں۔ وہ سمجھتے ہیں کھانا کھلانا، افطاری کرانا چونکہ ثواب کا کام ہے اس لئے ہم جتنی زیادہ سجا سجا کر افطاریاں کرائیں گے، لوگوں کو بھیجیں گے اتنا ہی ہمارا رمضان کامیابی سے گزرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ افطاری کروانا ایک نیکی کا کام ہے اور غریب کو روزہ رکھوانا بھی ایک نیکی کا کام ہے۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسی نیکی نہ کرو، فرماتا ہے، "لا یکون دولۃً بین الاغنیآء منکم" کہ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں نعمتیں عطا فرمائی ہیں مختلف صورتوں میں۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ اس زمانے میں جہاد کے نتیجے میں بہت سی، کثرت سے دولتیں صحابہ کو عطا کرتا رہا تو اس کے مصارف کا بیان کرتے ہوئے یہ متوجہ فرمایا "کی لا یکون دولۃ بین الاغنیآء منکم" جب خدا تعالیٰ تمہیں باحیثیت بنائے، تمہارے اموال میں برکت دے تو تحفے دینے کا اس دولتمند ہونے سے یا خدا تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہونے سے طبعی تعلق ہے، ہر امیر تو یہ نہیں کرتا بعض امیر تو اور بھی کنجوس ہوتے جاتے ہیں، مگر عام طور پر جس کے اچھے دن آئیں جس کو خدا تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے وہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کو بھی اس سے خوش کرے اس کا بھی حصہ ڈالے تو اس زمانے میں جب خدا تعالیٰ کسی قوم کے دن بدل رہا ہوتا ہے ان کو دنیاوی نعمتیں عطا کرتا ہے تو ایک دوسرے کو تحائف دینا ایک دوسرے کی ضرورتیں پوری کرنے کا جو رواج ہے یہ از خود تقویت پا جاتا ہے۔ اس تعلق میں فرمایا لیکن یہ یاد رکھنا "کی لا یکون دولۃ بین الاغنیآء منکم" یہ نہ ہو کہ تم امیروں کو ہی بھیجتے رہو چیزیں۔ **جب خدا نعمتیں عطا کرتا ہے تو وہ دولت جو امیروں کی سطح پر اوپر اوپر گھومتی رہے اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔** وہ تمہارے معاشرتی تقاضے ہیں تمدنی تقاضے ہیں۔ جب تم ایک خاص سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہو تو آپس میں ایک دوسرے کو تحفے دینا یہ خدا کی خاطر نہیں ہوا کرتا۔ **اگر خدا کی خاطر تحفے دینے ہیں تو اوپر سے نیچے کی طرف تحفے بہاؤ۔ اور وہ لوگ جو مجبور اور غریب ہیں اگر پوری طرح نہیں تو نسبتاً غریب ہیں ان کو دیا کرو۔** تو جہاں تک فدیے کا تعلق ہے یہ تو آپ باہر بھیج سکتے ہیں مگر افطاریاں باہر نہیں بھیج

جرمنی کے مشہور شہر کولون میں پاکستانی بھائیوں کی خدمت کیلئے
ھما ٹریولز کے نام سے پہلی پاکستانی ٹریول ایجنسی

HUMA
TRAVELS.

آپ کی خدمت کے لئے ہر دم تیار! جرمنی کے ہر بڑے شہر سے پاکستان کے لئے فلائیٹ۔
وقت اور سرمائے کی بچت کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں! صرف ایک ٹیلیفون کال!
ٹکٹ اور مکمل بکنگ وقت سے پہلے آپ کے گھر پر پہنچانا ہمارا کام ہے۔
آپ بھی آزمائیے۔

بذریعہ ٹرکش ایئر لائن ـــ ۳۱ مارچ تک :
جرمنی تا کراچی ـــ ۹۹۹ مارک بشمول تمام ٹیکسز۔
بذریعہ پی۔آئی۔اے ـــ ۳۰ جون تک :
۱۔ فرنکفرٹ تا کراچی براستہ لاہور/ اسلام آباد ـــ ۹۹۹ مارک + ٹیکسز
۲۔ فرنکفرٹ تا اسلام آباد/لاہور نان سٹاپ ـــ ۱۴۵۸ مارک + ٹیکسز
۳۔ ریل اور فلائی ـــ ۱۱۵ مارک
۴۔ ٹیکسز: ائرپورٹ ٹیکس (۸ مارک) اور ایئرپورٹ سکیورٹی ٹیکس (۱۹ مارک)

HUMA TRAVELS (Reiseburo)
Prop: MAJOR WAHEED ZAFAR RANA
Piccolomini Str. 335 51067 Cologne
GERMANY
Tel: +49-221 63 66 001 fax: +49 221 63 66 001

سکتے اور اس کا بھی بڑا رواج ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ افطاریاں اپنے سے امیروں کو یا اپنے ہم پلہ امیروں کو بھیجنے کی بجائے ڈھونڈیں کہ نسبتاً کون مسکین لوگ ہیں خدا کے اور یہ مسکینی جو ہے یہ ایک نسبتی چیز ہے۔ ضروری نہیں کہ ایسا غریب ہو کہ اس کو صدقہ ہی دیا جائے۔ حالات الگ الگ ہیں بعضوں کو کم ملتا ہے، بعضوں کو زیادہ ملتا ہے۔

تو وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور وہ اگر ان کو بھیج دیں تو اس آیت کے مضمون کے مطابق وہ اپنے ہی جیسے دولتمندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہو کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، اردگرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا جو تعلق ہے وہ صدقے سے نہیں ہے۔ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیز دیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی دور کا عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح اوپر اور نچلے طبقوں کے درمیان آپس میں محبت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔

دوسرے افطاری کی دعوتوں سے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افطاری ایک تو انسان بنا کر کسی کے گھر بھجوا دیتا ہے تاکہ اس دن دعا میں ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔ وہ دیکھیں کہ فلاں نے ہم سے اتنا پیار اور محبت کا سلوک کیا تو رمضان کی دعاؤں میں ایک یاددہانی کا کام بھی دیتی ہے افطاری۔ مگر جب آپ افطاری کی دعوتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ روزہ کھول کے انسان ذکر الٰہی میں مصروف ہو قرآن کریم کی تلاوت کرے جو تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے لئے تیار ہو کر جائیں اس کی بجائے مجلسیں لگ جاتی ہیں جو بعض دفعہ اتنی لمبی چل جاتی ہیں کہ عبادتیں بھی ضائع ہونے لگتی ہیں اور اگر اس دن کی عشاء کی نماز پڑھ بھی لیں وقت کے اوپر تو دوسرے دن کی تہجد کی نماز پر اثر پڑ جاتا ہے گا۔

تو اسی لئے میں تو ذاتی طور پر افطاریاں کرنے کا قائل ہی نہیں ہوں۔ ربوہ میں بھی میرا یہی دستور تھا کہ اگرچہ لوگ بہت اصرار کیا کرتے تھے مگر میں اسی اصرار کے ساتھ معذرت کر دیا کرتا تھا کہ رمضان کے مہینے میں یہ مشاغل کرنا اس قسم کے یہ میرے نزدیک رمضان کے مقاصد سے متصادم ہے، ان سے ٹکرانے والی بات ہے۔ تو جو افطاریاں ہو چکیں پہلے ہفتے میں ہو گئیں، آئندہ سے توبہ کریں اور مجالس نہ لگائیں گھروں میں۔ مجالس وہی ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسیں ہیں اور افطاری کی مجلسوں کو میں نے نہیں کبھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ پھر وہ سجاوٹ کی مجلسیں بن جاتی ہیں، اچھے کپڑے پہن کے عورتیں، بچے جاتے ہیں وہاں خوب پھر گپیں لگائی جاتی ہیں، کھانے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے دن اپنے تہجد کو ضائع کر دیتے ہیں اور پھر بے ضرورت باتیں بہت ہوتی ہیں۔ تو افطاری کا جو بہترین مصرف ہے وہ یہی ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ حتی المقدور یعنی منع تو نہیں ہے کہ اپنے ہم پلہ لوگوں کو جو دولت کے لحاظ سے یا اپنے سے بہتر لوگوں کو بھی تحفہ دیں۔ قرآن کریم نے یہ منع نہیں فرمایا کہ آپس کے ایک ہی دائرے میں بالکل نہیں کچھ بھیجنا۔ یہ فرمایا ہے کہ وہیں کا نہ ہو رہو۔ ایسے تحائف نہ دو کہ صرف ایک طبقے کے لئے خاص ہو جائیں اور وہ ایک دائرے میں گھومتے پھریں اور اوپر سے نیچے کی طرف اور نیچے سے اوپر کی طرف حرکت نہ کریں۔ تو ایک صحت مند جو خدا تعالیٰ نے نظام جاری رکھا ہے VENTILATION کا وہ اس افطاری کے تعلق میں بھی پیش نظر رہنا چاہئے اور اس طرح اگر آپ کچھ نہ کچھ نئے لوگوں کو بھی ڈھونڈ لیں جو آپ کے دائرے سے باہر ہیں اور نسبتاً غریبانہ حالت ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بات ایک مزید نیکی کا موجب بنے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں "حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور گناہ بخشے نہ گئے۔" یہ جو دو قسم کے انسانوں کا ذکر ہے دراصل یہ اللہ کے تعلق میں لازماً یہی مضمون ہے جو رمضان کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہی مضمون ہے جو رمضان کے حوالے سے سمجھانا بہت ضروری تھا۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ جو بات بیان فرمائی ہے کہ والدین کو پایا اور گناہ بخشے نہ گئے اسی حالت میں رمضان گزر گیا یہ بہت ہی گہرا نکتہ ہے جس کا قرآنی تعلیم سے تعلق ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے "قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئاً و بالوالدین احساناً" تو کہہ دے کہ آؤ میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو خدا تعالیٰ نے حرام کر دی ہے تم پر۔ ایک یہ کہ خدا کا شریک نہیں ٹھہرانا۔ اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص کرلو۔ دوسرا یہ کہ ماں باپ سے لازماً احسان کا سلوک کرنا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کر کے خدا کی ناراضگی نہ کما بیٹھنا۔ تو شرک کا مضمون خدا تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ میرا شرک کرو گے تو یہ بہت ہی بڑا گناہ ہوگا۔ حرام کر دیا ہے تم پر۔ لیکن ماں باپ سے جو احسان کرو گے وہ میرا شریک بنانا نہیں ہے۔ شرک سے نیچے نیچے اگر کسی کی عظمت خدا تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے تو وہ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں اس سے بڑھ کر ان سے حسن سلوک کرنا ہے۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ رمضان شریف میں دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں جو نہ خدا کو پا سکیں نہ ماں باپ کا کچھ کر سکیں رمضان گزر جائے اور ان دو پہلوؤں سے ان کے گناہ نہ بخشے گئے ہوں تو یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط چیزیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے اور اس احسان میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ یعنی اس نے آپ کو پیدا کیا اس نے سب کچھ بنایا اور ماں باپ بھی اس میں شریک ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ماں باپ کو بھی اسی نے بنایا اور ماں باپ کو جو توفیق بخشی آپ کو پیدا کرنے کی وہ اسی نے پیدا کی ہے، اپنے طور پر تو کوئی کسی کو پیدا کر ہی نہیں سکتا اپنے زور سے۔ ایک معمولی سا خون کا لوتھڑا بھی انسان پیدا نہیں کر سکتا اگر خدا تعالیٰ نے اس کو ذرائع نہ بخشے ہوں۔

تو پہلا مضمون یہ ہے کہ اللہ خالق ہے اس لئے اس کا شریک ٹھہرانے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور سب سے بڑا ظلم ہے کہ خدا جس نے سب کچھ بنایا ہو اس کو نظرانداز کر کے نعمتوں کے شکریے دوسروں کی طرف منسوب کر دیئے جائیں۔ پھر اس تخلیق کا اعادہ ماں باپ کے ذریعے ہوتا ہے اور پھر ماں باپ کے ساتھ آپ کا وجود بنتا ہے۔ اگر ایک تخلیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ احسان کا سلوک کریں گے تو جو عظیم خالق ہے لازماً اس کے لئے بھی دل میں امتنان اور احسان کے جذبات زیادہ زور کے ساتھ پیدا ہوں گے اور پرورش پائیں گے، پس یہ دو مضمون جڑے ہوئے ہیں۔

جو ماں باپ کے احسان کا خیال نہیں کرتا اور جواباً ان سے احسان کا سلوک نہیں کرتا اس سے یہ توقع کرلینا کہ وہ اللہ کے احسانات کا خیال کرے گا، یہ بالکل دور کی کوڑی ہے۔

پس ماں باپ کا ایک تخلیقی تعلق ہے جسے اس مضمون میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اور رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مقصد خدا تعالیٰ کو پانا قرار دے دیا ہے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا بنیادی مقصد بیان فرمایا ہے۔ پس اس تعلق سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جو سب سے زیادہ قرآن کا عرفان پلائے گئے آپ نے یہ مضمون ہمارے سامنے اکٹھا پیش کیا کہ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت ہر قسم کے محسنوں کا احسان اتارنے کی کوشش کرو۔ ماں باپ کا احسان تو تم اتار سکتے ہو ان معنوں میں کہ تم مسلسل ان سے احسان کا سلوک کرتے رہو، عمر بھر کرتے رہو۔ اگر احسان نہ بھی اترے تو کم سے کم تم ظالم اور بے حیا نہیں کہلاؤ گے۔ تمہارے اندر کچھ نہ کچھ یہ طمانیت پیدا ہوگی کہ ہم نے اتنے بڑے محسن اور محسنہ کی کچھ خدمت کر کے تو اپنی طرف سے کوشش کرلی ہے کہ جس حد تک ممکن تھا ہم احسان کا بدلہ اتاریں۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا اور ایک ہی طریق ہے کہ ہر چیز میں اپنی عبادت کو اس کے لئے خالص کرلو، اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ اب یہ جو مضمون ہے کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اس کو انشاء اللہ میں آئندہ خطبے میں آپ کے سامنے بیان کروں گا اور اس حدیث کے حوالے سے باقی مضمون انشاء اللہ اگلے خطبے میں آپ کے سامنے کھولوں گا۔ تو اس طرح میں چاہتا ہوں کہ رمضان کے مہینے کے خطبوں میں رمضان کے فلسفہ، اس کی روزمرہ کی افادیت اور اس کے تقاضے پورے کرنے کے طریق آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

تربیتی کلاسز برائے دعوت الی اللہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹ ستمبر ۱۹۹۲ء کو بلجیئم میں اپنے خطاب کے دوران تربیتی کلاسز برائے دعوت الی اللہ کے انعقاد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"ہر جماعت میں مقامی طور پر کسی نہ کسی کو دعوت الی اللہ کی پہلے تربیت دینی ہوگی اور وہ جا کر پھر تربیت دے۔ یہ کام ایسا ہے جو امیر صاحب یا مبلغ انچارج صاحب خود کر سکتے ہیں۔ ان کا کام ہے کہ یہ معلوم کریں کہ تبلیغ کے معاملے میں ماہر ہمارے پاس کتنے ہیں۔ جس جس جگہ وہ ہیں وہاں ان کی کلاسیں لگوائی جاسکتی ہیں اور اگر پورے ماہر نہ ہوں تو یہ عام دعوت دیں کہ میں پندرہ دن کے لئے برسلز میں موجود ہوں گا اور جن لوگوں نے مجھ سے تبلیغی تربیت میں سبق حاصل کرنے ہیں، طریق کار سیکھنا ہے، گر سیکھنے ہیں، دعوت الی اللہ کی حکمت عملی کا علم حاصل کرنا ہے وہ میرے پاس آئیں اور یہاں درس لگ جائے۔ یہ جو درس لگے گا یہ ایک دن کا نہیں ہوگا یہ کم از کم پانچ سات پندرہ دن کا تو ہو۔ اس میں بہت سی بنیادی باتیں سکھانی ہونگی۔ عیسائیت کے متعلق یہ بتائیں گے کہ یہ یہ ان کے داؤ پیچ ہیں۔ مادہ پرست لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں مذہب کی کیا ضرورت ہے۔ ان کو کیا جواب دینا ہے۔ جو دلچسپی نہ لیں، ان سے کس طرح معاملہ کرنا ہے۔ اس موضوع پر میرے بہت سے خطابات ہیں، خطبات بھی ہیں اور خطبات کے علاوہ بھی ہیں۔ وہ آئی گئی بات بن جاتے ہیں اس لئے ایسے مواقع پر باقاعدہ آڈیو، ویڈیو کیسٹس ان تربیت حاصل کرنے والوں کو دوبارہ سنائے جائیں۔ ورنہ ضروری نہیں کہ امیر کے ذہن میں یا مبلغ کے ذہن میں ساری باتیں بروقت یاد ہوں۔

گزشتہ آٹھ دس سال میں مختلف حالات سے متاثر ہو کر، مختلف تجویزیں دماغ میں آئیں وہ میں نے بیان کیں۔ ان کو جب تک بار بار جماعتیں سنیں گی نہیں ان کو اندازہ نہیں ہوگا کہ ہم کیا کچھ کر سکتے تھے جو نہیں کر سکے۔ تو یہ جو گروہ ہے اس کو وہ اس طرح تربیت دیں اور قرآن کریم نے یہی طریق بیان فرمایا دونوں معاملوں میں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ پہلے معاملے میں بھی اور یہاں بھی۔ فرمایا "ولولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ منھم" کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر گروہ میں سے کچھ نہ کچھ ان کے نمائندے بن کر مرکز میں حاضر ہوں اور مرکز سے تربیت حاصل کریں۔ تفقہ فی الدین حاصل کریں۔ پھر جائیں اور پھیل کر اپنی اپنی قوموں اور اپنے اپنے علاقوں کو دین سکھائیں۔ اتنا عظیم الشان تربیت کا نظام قرآن کریم نے جاری کر دیا ہے اور اس سے ہم استفادہ نہیں کر رہے۔

ہم نے لوگوں کو سکھانا ہے۔ یہ نیت لے کر گھر سے چلیں۔ ان کو سکھانے کا مرکز میں انتظام موجود ہو اور ایسا پختہ انتظام ہو کہ جو اس انتظام میں حاضر ہو جائے وہ استاد بن کر واپس لوٹے۔ اب ضروری نہیں کہ وہ چند دن میں سب کچھ سیکھ جائے گا۔ یہ ضروری ہے کہ جو سیکھے اتنا پختہ ہو کہ اس کے ذہن میں راسخ ہو جائے۔ اس میں یہ استطاعت پیدا ہو جائے کہ جو سیکھا ہے آگے بیان کر سکے اور بڑے یقین اور پختگی کے ساتھ کہہ سکے کہ ہاں یہ بات یوں ہے۔ یہ ہے وہ نظام جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ تربیتی کلاس ایک روزہ کی بجائے اس نظام کو آپ جاری کریں اور مرکز میں جو آدمی تیار ہوں وہ واپس جا کر اپنے درس لگائیں۔ جب وہ ایک دفعہ جو کچھ سیکھا ہے انڈیل بیٹھیں اور خالی ہو چکے ہوں تو واپس آئیں اور آ کے نئی مشک بھریں۔ جس طرح آپ نے ماشکی کو پھیرے لگاتا ہوا دیکھا ہے۔ ٹیوب ویل پہ جاتا ہے، مشک بھرتا ہے تو ایک مشک بھر کر انڈیلی پھر مشک بھرنے آ گیا تو علم کی مشکیں ہیں جو آپ کو بھرنی پڑیں گی۔ مشکیزہ جس کو کہتے ہیں مشکیزہ بھریں اور بھر بھر کے واپس جا کر انڈیلیں پھر واپس آئیں نیا پانی لیں۔ یہ قرآن کریم کا جاری کردہ نظام ہے۔ اس کے ذریعہ یہ تکلیف نہیں ہوگی کہ سارے لوگ اکٹھے ایک دفعہ مرکز میں آئیں۔ ان کے انتظام کی مصیبت، اتنی بڑی جماعتوں کے ساتھ اگر سب نے حاضر ہونا ہو تو کتنی بڑی تعداد کو آنا پڑے گا اور پھر ان کی طرف پوری توجہ نہیں ہو سکتی۔ بجائے اس کے کہ ایک گروہ نمائندگان کا آئے جسے کچھ سلیقہ پہلے سے ہو۔ اگر سارے الف ب ج سب اکٹھے ہو جائیں تو کون ان کو سنبھال سکتا ہے اور پھر کتنی دفعہ وہ آسکیں گے۔ کتنے دن کے لئے آسکیں گے۔ شاذ و نادر کسی کو توفیق ملتی ہے اس لئے وہ کام چلتا ہی نہیں ہے۔ ہاں شہر میں اگر نظام جاری ہو تو زیادہ لوگوں کو توفیق مل سکتی ہے تو وہاں بھی اس طریق پر پھر وہ جو تربیت حاصل کر کے واپس پہنچا ہے آگے وہ وہاں اپنے محلے میں استاد بنائے۔ یہاں کے جو شہر ہیں وہ بھی تو کافی پھیلے ہوئے ہیں یہ آسان کام نہیں ہے کہ سارا دن اپنا کام کیا اور پھر کسی ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ بڑے دور دور کے فاصلے ہیں کسی کے پاس موٹر ہے کسی کے پاس نہیں۔ کہیں مواصلات اچھا ہے کہیں برا ہے۔ مالی لحاظ سے بھی مشکلات ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کو بھی استاد بنانے ہونگے۔ تاکہ ہر محلے میں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو آگے دینی تربیت کر سکتا ہو۔ اور آخری نقطہ سفر کا یہ ہے کہ ایسا استاد ہر گھر میں ہو۔ ہر ماں کو بنیادی چیزیں آتی ہوں۔ ہر باپ کو بنیادی اصولوں سے واقفیت ہو۔ تبلیغی معاملات میں اس کو پتہ ہو کہ کیا طریقے اختیار کرنے ہیں۔ گھر میں روزمرہ کی مجلسوں میں بجائے اس کے کہ فضول پروگراموں میں بچے وقت ضائع کر رہے ہوں۔ جب استاد گھر میں مہیا ہونگے پھر مجلسیں ایسی ہی لگائیں گے کہ آؤ جی میں تمہیں تبلیغ کے طریق بتاتا ہوں۔ یہ باتیں میں نے سیکھی ہیں تم بھی سیکھو۔

اس طرح تربیتی کلاس قرآن اور نماز سے متعلق اور اس دعوت الی اللہ سے متعلق ایسی جاری ہوگی جو جگہ جگہ اساتذہ پیدا کر دے گی"۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

قابل غور

(عبدالسمیع خان)

مجھے یہ کفر بہتر ہے ترے اسلام سے توبہ

ڈاکٹر احمد سعید خان غوری کے ۱۹۵۳ء کے سفر انگلستان کی روداد اردو ڈائجسٹ جون ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ وہ ڈاکٹر آربری سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پروفیسر آربری تو عربی کے استاد تھے۔ قرآن مجید کا بڑا پیارا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی "آپ نے قرآن اور اسلام کی دعوت کو خوب سمجھا ہے اور آپ ان کے مداح بھی ہیں پھر اسلام قبول کر لینے میں کیا چیز مانع ہے"۔

"میرا جواب سن کر آپ ناراض تو نہیں ہونگے"۔ پروفیسر بولے "آج مسلمانوں کے قول و فعل میں بڑا تضاد ہے۔ اکثر فاسق فاجر اور ظالم ہیں۔ ان کی ساری زندگی تناقض اور نفاق سے بھری ہوئی ہے۔ ان کے حکمرانوں کا حال بدتر ہے۔ عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اکثر نام کے مسلمان ہیں۔ میں منافق اور بزدل قوم میں اپنا شمار نہیں کرانا چاہتا"۔

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور، جون ۱۹۹۵ء صـ ۱۷۰)

نائیجیریا میں احمدیت

ڈاکٹر احمد سعید خان غوری قومی ڈائجسٹ میں اپنے نائیجیریا میں قیام کے دوران مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نائیجیریا اور خاص طور پر کانو (Kanu) میں قادیانی بڑے فعال ہیں۔ وہاں ان کے کئی سکول اور ہسپتال ہیں۔ ان کی ایمبولینسز (Ambulances) احمدیت (قادیانیت) کا چلتا پھرتا اشتہار ہیں..... جب کبھی میں اسلام کی بات کرتا تو اکثر یہ سمجھتے کہ میں "احمدی" ہوں"۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، اکتوبر ۱۹۹۶ء صـ ۱۹۰)

☆ اب صرف نائیجیریا کی بات نہیں، کل عالم میں اسلام سے مراد احمدیت ہی ہوگی۔ خدا کی تقدیر یہ فیصلے کر چکی ہے۔

—○○○—

نائیجیریا میں سعودی مبلغین کا حال

ڈاکٹر احمد سعید غوری اپنے مضمون میں مزید لکھتے ہیں:

"سعودی عربیہ نے اسلام کی تبلیغ کے لئے مبلغ تعینات کر رکھے ہیں۔ یہ مبلغین بڑی بڑی تنخواہ پاتے ہیں۔ زیادہ بہاری (بھارت) اور کراچی کے مہاجرین ہوتے ہیں۔ اداروں اور مدرسوں کے فارغ التحصیل اکثر دین کے نظام فکر و عمل سے نا آشنا مگر طہارت، وضو، نماز، روزے کے مسائل سے خوب واقف، عربی زبان سے نابلد، جذبہ جہاد سے عاری۔ دنیا بنانے کی فکر میں مگن، کار لینے اور چلانے کا شوق۔ صاحب اثر و رسوخ مالدار حاجیوں سے دوستی کرنے اور ان کے مذہبی احساسات کو ایکس پلائٹ (Ex.ploit) کرنے میں ماہر"۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، اکتوبر ۱۹۹۶ء صـ ۱۹۰)

☆ کیا ایسے مبلغین احمدی بے لوث مجاہدین کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے تن من دھن دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

—○○○—

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر، پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلی فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں۔

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL : 04504-201

FAX & TEL : 04504-202

اخبارات و جرائد سے

آج ہم اپنے قارئین کی خدمت میں جناب کنور ادریس کا ایک انٹرویو پیش کر رہے ہیں جو اخبار جنگ کے محمد ہمایوں عزیز اور افسر عمران نے لیا اور روزنامہ "جنگ" لندن بدھ ۱۲ فروری ۱۹۹۷ء میں "پس منظر + پیش منظر" کے عنوان کے تحت شائع ہوا۔

مکرم کنور ادریس صاحب خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک نہایت مخلص، جری اور بہادر احمدی مسلمان اور محب وطن، اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے مالک، منصف مزاج، متوازن سوچ کے حامل، امین، دیانتدار اور باکردار انسان ہیں۔ گزشتہ دنوں پاکستان میں ہونے والے انتخابات سے قبل نگران حکومت کے دور میں سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ جناب ممتاز بھٹو نے آپ کی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں اور نیک شہرت کے پیش نظر آپ کو سندھ کی کابینہ میں خزانہ، ریونیو، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور منصوبہ بندی کا وزیر مقرر کیا تو حق و صداقت اور ایمان و دیانت کے ازلی دشمنوں نے اس پر بہت شور و غوغا بلند کیا۔ احتجاج اور ہڑتالیں ہوئیں اور آپ کی اس عہدہ سے برطرفی کے لئے حکومت پر بہت دباؤ ڈالا گیا۔ صرف اس وجہ سے کہ آپ ایک احمدی مسلمان ہیں۔ اور اسی حوالہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف ملک بھر میں اشتعال پھیلایا گیا اور ناپاک اور جھوٹے الزامات کی تشہیر کی گئی۔

جیسا کہ اس انٹرویو سے ظاہر ہے اگر پاکستان میں جناب کنور ادریس جیسے سچے اور کھرے، مخلص، دیانتدار، ملک و قوم کے حقیقی خیر خواہ، متوازن سوچ رکھنے والے، حقیقی اور قطعی انصاف کے علمبردار، محنتی، دیانتدار اور باکردار ایڈمنسٹریٹرز کی پذیرائی ہو اور انہیں ملک و ملت کی تعمیر اور خدمت کے مواقع مہیا کئے جائیں تو یہی ایک صورت ہے جس سے اس ملک کی حالت بدل سکتی ہے۔ اے کاش کہ قوم کی آنکھیں کھلیں اور وہ دوست اور دشمن میں تمیز کرنے کی اہلیت حاصل کرلے۔ (مدیر)

اخبار "جنگ" کے شکریہ کے ساتھ انٹرویو کا متن ھدیہ قارئین ہے۔

جناب کنور ادریس سندھ کی کابینہ میں خزانہ، ریونیو، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور منصوبہ بندی کے وزیر مقرر کئے گئے تو گویا صوبہ میں ہل چل سی مچ گئی۔ ان کے عقیدہ کی بنیاد پر لوگوں کو اعتراض ہے کہ انہیں صوبائی کابینہ میں شامل نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ اس سلسلے میں پاکستان بھر میں بالعموم اور سندھ میں بالخصوص احتجاج اور ہڑتالیں ہوئیں۔ متعدد مذہبی جماعتوں اور تنظیموں نے وزیر اعلیٰ سندھ بلکہ صدر پاکستان پر بھی جناب کنور ادریس کو برطرف کرنے کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی دھمکی دی کہ قادیانی وزیر کی برطرفی تک ان کا احتجاج جاری رہے گا۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ قادیانی کو وزارت دے کر آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ان کا یہ الزام بھی ہے کہ ایک قادیانی نے مسلمان کی حیثیت سے حلف اٹھا کر دھوکا دیا ہے۔ ہم نے سوچا کہ اس بارے میں جناب کنور ادریس کا نقطۂ نظر معلوم کیا جائے۔ اس انٹرویو میں اس خاص نکتے کے ساتھ ساتھ صوبے کی عام اقتصادی حالت اور دیگر متعلقہ امور پر بھی ان سے بات چیت کی گئی۔

سوال:۔ آپ نے بیوروکریسی کے کل پرزے کی حیثیت سے طویل عرصے تک سرکاری ایڈمنسٹریشن چلایا، اب وزارت کی طرف کیسے آگئے؟

جواب:۔ میں 36 سال کی سرکاری ملازمت کے بعد تین سال قبل 1993ء میں ریٹائر ہوا۔ سرکاری ملازمت میں ترقی کرتا ہوا اعلیٰ ترین عہدوں تک پہنچا۔ وفاقی حکومت اور صوبائی محکموں میں 22 گریڈ کا افسر رہا اور سیاست کے نشیب و فراز سے بھی آگاہ ہوتا رہا۔ تاہم ریٹائرمنٹ کے بعد سیاست کی طرف جانے کے بجائے پرائیویٹ کام کرتا رہا۔ میرا کبھی خیال نہ تھا کہ وزارت کی طرف آؤں گا، نہ ہی کبھی اس بارے میں کسی سے بات کی۔ جب ملک میں پیپلز پارٹی کی حکومت ختم ہوئی اور سندھ میں جناب ممتاز علی بھٹو نے وزارت اعلیٰ کا منصب سنبھالا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ صوبہ کے حالات بے حد خراب ہیں۔ ہماری عبوری حکومت ہے۔ صرف تین ماہ کا وقت ملا ہے۔ ہمیں اس مختصر سے وقت میں مشکل حالات اور مشکل معاملات سے نمٹنا ہے۔ آپ ایڈمنسٹریشن کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ سندھ میں رہے ہیں۔ کراچی کے حالات سے واقف ہیں۔ آپ میری صوبائی کابینہ میں شامل ہوجائیں۔ میں اس کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔ انہوں نے کہا میں نے آپ کا انتخاب بطور سیاستدان نہیں ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے کیا ہے۔ میں نے ان سے چند دن سوچنے کی مہلت مانگی۔ گھر آکر بیوی، بچوں سے مشورہ کیا اور خود بھی غور کیا میں نے سوچا کہ اگر اپنی صلاحیتوں اور تجربہ سے میں قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو مجھے اس سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے چنانچہ میں نے اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ میں 1971ء سے ممتاز علی بھٹو کو جانتا ہوں۔ جس وقت سندھ میں جناب ممتاز علی بھٹو صوبائی گورنر تھے، میں کراچی میں اس وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھا۔ ظاہر ہے، ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی گورنر کے سامنے کیا حیثیت ہوگی۔ لیکن شاید میرے کام کے بارے میں انہیں اطلاعات ملتی رہی ہوں۔ اس وقت کمشنر کے عہدے ختم کئے جاچکے تھے کیونکہ پیپلز پارٹی کی حکومت کمشنر کے عہدے رکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس طرح بحیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میری ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں بھی میرا کام بہت زیادہ تھا، جسے میں نے خوش اسلوبی سے نبھایا۔ شاید ممتاز بھٹو صاحب کو اس وقت کی میری کارکردگی یاد رہی ہو۔

سوال:۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور حکومت میں بھی آپ سندھ کے چیف سیکریٹری مقرر ہوئے تھے۔ کیا آپ ان کی بھی میرٹ لسٹ پر تھے؟

جواب:۔ 1988ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے مجھے سندھ کا چیف سیکریٹری مقرر کیا اس وقت جناب قائم علی شاہ صوبائی وزیر اعلیٰ تھے۔ دراصل جنرل ضیاء الحق کے دور اقتدار میں، میں سندھ کا ہوم سیکریٹری تھا۔ وہ بالعموم پیپلز پارٹی اور بالخصوص بھٹو خاندان کے لئے بڑا ابتلا کا دور تھا۔ بے نظیر صاحبہ کراچی میں جیل میں بند تھیں۔ اس وقت ان کے بہت سے مسائل تھے۔ میں نے ہوم سیکریٹری کی حیثیت سے انہیں کبھی تنگ نہیں کیا اور جیل مینوئل کے مطابق انہیں جو سہولت مل سکتی ہے، وہ ملنی چاہئے تھی۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ تکلیف میں ہیں تو اگر مجھ سے کوئی مدد ہو سکتی ہے تو کرنی چاہئے۔ اور رولز کے تحت جو فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے، وہ انہیں ملنا چاہئے۔ شاید میرے اصولی کام کے حوالے سے انہوں نے میرا نام سنا ہو۔

سوال:۔ لیکن یہ بھی بات ہے کہ چیف سیکریٹری کی حیثیت سے آپ کو زیادہ دن برداشت نہیں کیا گیا؟

جواب:۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ سندھ اور وفاق میں میں مختلف اعلیٰ انتظامی عہدوں پر فائز رہا ہوں۔ کمشنر کراچی رہا، سندھ کا سیکریٹری اطلاعات اور سیکریٹری لوکل گورنمنٹ رہا، پھر فیڈرل گورنمنٹ میں چلا گیا اور وزارت پیداوار میں ایڈیشنل سیکریٹری مقرر ہوا۔ وفاقی وزارت پیٹرولیم اور وزارت پیداوار میں سیکریٹری رہا۔ پھر پاکستان آٹوموبائل کارپوریشن کا چیئرمین بنا کر مجھے کراچی پوسٹ کیا گیا۔ جب پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو میری خدمات حکومت سندھ کے حوالے کردی گئیں اور مجھے چیف سیکریٹری کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔ مجھ سے پہلے اس عہدہ پر جناب سلیم عباس جیلانی فائز تھے۔ لیکن آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ میرے وسیع تر انتظامی تجربات کے باوجود، محض چار ماہ کے عرصے میں اس عہدہ سے میرا تبادلہ کر دیا گیا۔ میرا اصول رہا ہے کہ اپنے تبادلہ کو رکوانے کے لئے میں کبھی ہاتھ پیر نہیں مارتا اور نہ ہی ٹرانسفر کے اسباب جاننے کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ میں عہدہ کا چارج چھوڑنے کی تیاری کر رہا تھا کہ پھر اچانک میرا تبادلہ روک دیا گیا۔ بالکل ایسے ہی جس طرح مجھے تبادلہ کا سبب معلوم نہ ہو سکا تھا اسی طرح تبادلہ روکے جانے کی وجہ بھی مجھے معلوم نہ ہو سکی۔ چنانچہ میں نے اپنا بندھا ہوا بوریا بستر پھر کھول لیا اور اپنے کام میں لگ گیا۔ لیکن اس تبادلہ کے احکامات کے کچھ ماہ بعد بالآخر دوبارہ میرے تبادلہ کے احکامات جاری ہوگئے اور میں نئے چیف سیکریٹری جناب عبدالکریم لودھی کو چارج دے کر رخصت ہوگیا۔

سوال:۔ چیف سیکریٹری کی حیثیت سے سندھ میں کامیاب نہ رہنے کے اسباب کیا تھے؟

جواب:۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ میں کامیاب نہ رہ سکا۔ بات یہ تھی کہ پیپلز پارٹی کے لوکل لیڈر اپنی حکومت سے بہت زیادہ توقعات رکھتے تھے۔ ہر لیڈر اپنا حق مانگنے کے لئے آگے آنا چاہتا تھا۔ کوئی پلاٹ مانگتا تھا۔ کوئی اچھی نوکری کا متلاشی تھا۔ کسی کو کوئی سہولت درکار تھی۔ کسی کو کچھ اور چاہئے تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب بھی پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ گویا بند ٹوٹ گئے ہیں اور قربانی دینے کا دعویٰ کرنے والے لیڈر اور کارکن اپنا اپنا حق مانگنے کے لئے آگے سے آگے آتے ہیں۔ سیاسی حکومت کی بھی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ تک یہ شکایات پہنچتی تھیں کہ میں پارٹی کے لوگوں کے کام نہیں کر رہا ہوں۔ میری مجبوری یہ تھی کہ میں قواعد و ضوابط کو نہیں توڑ سکتا تھا۔ وزیر اعلیٰ میری مجبوری کو سمجھتے تھے، اور اکثر میری تائید کرتے تھے۔ لیکن ان کی بھی مجبوریاں تھیں وہ وزیر اعلیٰ کے ساتھ ساتھ پارٹی کے صوبائی صدر بھی تھے انہیں پارٹی اجلاسوں میں کارکنوں کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت گورنمنٹ کا سارا سسٹم ہی ایسا تھا کہ پارٹی کی دخل اندازی ہر معاملہ میں بڑھ گئی تھی۔ لوگ یہ چاہتے تھے کہ ایڈمنسٹریشن اور بیوروکریسی پر پارٹی کی گرفت رکھی جائے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کے حالات کے اعتبار سے میں ایڈمنسٹریشن میں مس فٹ تھا۔

سوال:۔ اپنی تعلیم اور خاندانی پس منظر کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب:۔ میں سیالکوٹ کے ایک گاؤں تلونڈی عنایت خان میں پیدا ہوا۔ والد صاحب، عزیز احمد سب جج تھے اور بعد میں سیشن جج بنے ریٹائر ہونے کے بعد لاہور میں وکالت کرتے رہے۔ ہمارا خاندان درمیانہ درجہ کا زمیندار خاندان تھا۔ دادا کا نام محمد حسین تھا اور میرے والد اور دادا بھی احمدی ہی تھے۔ ہمارا گاؤں، فیض احمد فیض کے گاؤں کے قریب ہی تھا۔ اس لحاظ سے جناب فیض اور ان کے اہل خاندان سے ہمارے روابط تھے۔ میں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے پولیٹیکل سائنس میں ایم۔اے کیا۔ اس کے علاوہ کیمبرج یونیورسٹی سے پبلک ایڈمنسٹریشن میں بھی کورس کیا۔ چین اور برطانیہ میں مختلف کورس مکمل کئے۔ بعد میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ سرکاری ملازمت میں آیا۔

سوال:۔ اس وقت سندھ کی حکومت اوور ڈرافٹ پر چل رہی ہے۔ آپ اس سنگین صورتحال سے کس طرح نمٹ رہے ہیں؟

جواب:۔ صورتحال واقعی انتہائی سنگین ہے۔ ہم چادر سے زیادہ پیر پھیلاتے رہے ہیں۔ ماضی کی صوبائی حکومت نے اپنے اخراجات، وسائل سے کہیں زیادہ بڑھا لئے تھے اور اب صورتحال یہ ہے کہ صوبائی حکومت کا اوور ڈرافٹ اس وقت 9 بلین روپے سے زیادہ ہو چکا ہے۔ ہم اس سنگین صورتحال سے نبرد آزما ہیں اور حکومت کے اخراجات پر کنٹرول کے لئے مختلف اقدامات کئے جارہے ہیں۔ فنانس ریونیو اور پلاننگ کے وزیر کی حیثیت سے میں نے جو اقدامات کئے ہیں اس کے تحت ہم صوبائی حکومت کے اخراجات 41 بلین روپے سے کم کرکے 35.5 بلین روپے تک نیچے لے آئے ہیں۔ اس طرح فوری طور پر اخراجات میں تقریباً 5.5 بلین روپے کی کمی کی گئی ہے۔ جبکہ سرکاری خرچہ میں مزید کمی کے لئے راہیں تلاش کی جارہی ہیں۔ ہم نے سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کا بھی بھرپور جائزہ لیا ہے اور جہاں جہاں غیر ضروری اسکیمیں دیکھی گئیں ان پر نظرثانی کی گئی ہے۔ اس طرح اے ڈی پی کے بجٹ میں ساڑھے تین بلین روپے کی کمی کی گئی ہے۔ سابق حکومت نے اراکین صوبائی اسمبلی کے لئے بہت سی ترقیاتی اسکیمیں شروع کی تھیں جس کے لئے رقم متعلقہ ایم پی اے کے نام ہی مختص کر دی جاتی تھی اور اس کو اختیار تھا کہ وہ جس طرح چاہے رقم خرچ کرے۔ ہم نے اسے روک دیا ہے۔ اسی طرح مختلف محکموں میں گنجائش سے زائد ملازم رکھے گئے تھے۔ اس میں بھی روک تھام کی گئی ہے۔ سابق حکومت نے ہر سرکاری محکمہ کا خرچ غیر ضروری طور پر بڑھایا ہوا تھا۔ بہت سے پروگرام نقصان میں چل رہے تھے۔ غیر ضروری ٹیلیفون کالوں کے بل، بجلی کے اضافی اخراجات، پٹرول کا غیر ضروری خرچ، غرض ایک ایک چیز کا جائزہ لیا گیا اور جہاں جہاں ممکن ہوا اخراجات کم کئے گئے ہیں ان اقدامات کی بدولت انشاء اللہ سیکنڈ ہاف بہتر رہے گا۔

سوال:۔ معاشی لحاظ سے دوسرے صوبوں کی حالت بھی کیا ایسی ہی ہے؟

جواب:۔ سندھ میں سابق حکمرانوں نے شاہانہ انداز میں حکومت چلائی۔ اخراجات بہت زیادہ بڑھا لئے اور زر تلافی کی شرح 6 فیصد سے زائد ہوگئی، جس کا مطلب تھا کہ ہماری معیشت بیٹھ رہی تھی اور آگے چلنے کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ ہماری آمدنی اور اخراجات میں بہت زیادہ گیپ تھا جبکہ دوسرے صوبوں میں یہ حالت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کو اسٹیٹ بینک سے اوور ڈرافٹ کے ذریعہ اپنے معاملات چلانے پڑے۔ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ وفاقی حکومت سے صوبوں کو ماہانہ اخراجات کے لئے فیڈرل ریونیو پول سے جو رقم ملتی ہے وہ رقم ہمیں نومبر سے ابھی تک نہیں ملی ہے۔ نومبر اور دسمبر کے مہینے گزر گئے۔ جنوری بھی جارہا ہے اس طرح تین ماہ سے ہمارے حصے کی قسطیں نہیں مل پائی ہیں۔

سوال:۔ فیڈرل ریونیو پول سے ملنے والی رقم میں سندھ کا ماہانہ شیئر کتنا ہے اور رقم کا تعین کس بنیاد پر کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ فیڈرل پول (DIVISIBLE POOL) سے سندھ کا ماہانہ حصہ 2875.5 ملین ماہانہ ہے۔ پورے سال میں اس مد سے سندھ کو تقریباً 34504 ملین روپے ملتا ہے۔ جہاں تک قسط کے تعین کا سوال ہے تو اس کے لئے بنیاد صوبہ کی آبادی ہوتی ہے۔ ہر صوبہ اپنی آبادی کے حجم کے اعتبار سے وفاقی پول سے رقم حاصل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض دوسری باتیں بھی پیش نظر رکھی جاتی ہیں جس میں صوبہ کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال، قدرتی آفات یا اسی طرح کے دیگر امور شامل ہیں۔ اس وقت تو حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس خزانہ میں رقم موجود نہیں ہے اور ہم اسٹیٹ بینک سے مقررہ شرح سے بہت زیادہ اوور ڈرافٹ لے چکے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ اگلے قومی مالیاتی کمیشن (این ایف سی) ایوارڈز میں صوبوں کے لئے قابل تقسیم محاصل کا دائرہ وسیع کیا جائے۔ پہلے اس میں انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور کچھ اشیاء پر ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ کو شامل کیا جاتا تھا۔ اس مد کا 80 فیصد صوبوں کو اور 20 فیصد حصہ وفاق کو ملتا تھا۔ اب ان قابل تقسیم محاصل میں کسٹمز اور ایکسائز ڈیوٹی کو بھی شامل کیا جارہا ہے۔ صوبوں سے کہا گیا ہے کہ وہ آئندہ پانچ سال کے عرصہ میں اپنی سالانہ آمدنی میں 13.5 فیصد کی شرح سے اضافہ کریں، جبکہ اخراجات میں اضافہ کی شرح کم کی جائے۔ اس امر کا فیصلہ بھی ہوا ہے کہ آمدنی اور اخراجات میں پائے جانے والے فرق کو قرضوں سے پورا کیا جائے جبکہ سندھ کی حکومت کا مؤقف ہے کہ این ایف سی ایوارڈ کے تعین کے لئے مجموعی آبادی کے معیار کے علاوہ دیگر امور کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ سندھ میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی ہے جس کے لئے ماضی میں صوبے پر بہت زیادہ مالی دباؤ رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ سندھ سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرتا ہے۔ اگر شرح آمدنی کے لحاظ سے صوبوں کو وفاق سے حصہ دیا جائے تو سندھ کو اس کے حصے کی موجودہ رقم سے کہیں زیادہ رقم ملے گی۔ پھر یہ کہ زیادہ ٹیکس سندھ سے جمع ہوتے ہیں، اس لئے اس صوبہ کو انفرا

اسٹرکچر پر زیادہ رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ سندھ پر آبادی کا دباؤ بھی زیادہ ہے۔ پورے ملک سے آبادی کا انخلا سندھ کی طرف ہو رہا ہے 1981ء کی مردم شماری کے مطابق شرح آبادی کے لحاظ سے سندھ کا حصہ 23ء28 فیصد بنتا تھا۔ اب 1995ء کے اعداد و شمار کے مطابق سندھ کا آبادی کے لحاظ سے 24ء75 فیصد کا حق بنتا ہے۔ سندھ کو گزرنے والے پانچ سال کے دوران اپنے اخراجات میں سالانہ 14 فیصد کی شرح سے اضافہ کی اجازت دی گئی تھی لیکن صوبائی حکومتوں کی پلاننگ میں خامیوں کی وجہ سے یہ اضافہ 18ء5 فیصد کی شرح سے ہوا۔ جبکہ باقی صوبوں نے اخراجات میں اضافہ 13 فیصد سے 15 فیصد تک کی شرح تک محدود رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ سندھ کو دوسرے صوبوں کے مقابلے میں زیادہ بچت کرنی پڑے گی۔ اس کا اثر لازمی طور پر صوبہ کے ترقیاتی اور فلاحی پروگراموں پر منفی پڑے گا۔ اس کے علاوہ عالمی مالیاتی اداروں نے بھی وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو بجٹ خسارے میں کمی کرنے کی ہدایت کی ہے۔ وفاقی بجٹ کا خسارہ اس وقت 6 فیصد ہے جس کو سال رواں میں کم کر کے 4 فیصد اور اگلے سال سے اسے 3 فیصد تک کرنا ہے۔

سوال:۔ آپ کے وزیر بننے پر بعض مذہبی حلقے ناراض ہیں اور اس ضمن میں سندھ میں دو مرتبہ ہڑتال بھی ہو چکی ہے؟

جواب:۔ جو لوگ اس معاملہ میں ایجی ٹیشن کر رہے ہیں یا جنہوں نے ہڑتالوں کی کال دی ہے، وہ بھی اپنے نقطۂ نظر کے لحاظ سے درست ہی کر رہے ہوں گے۔ ان میں سے کئی لوگ میرے واقف ہیں۔ لیکن ایک بات میرے لئے اطمینان کی ہے کہ یہ ایجی ٹیشن میرے عقیدہ کے سلسلہ میں ہوا ہے۔ کسی نے بھی میرے کردار کو برا قرار نہیں دیا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ شخص بے ایمان ہے۔ یہ شخص کرپشن میں ملوث رہا ہے، بد کردار ہے، اس لئے اسے نکالا جائے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کرپٹ لوگوں کے خلاف بھی رائے عامہ کو اسی جذبہ کا مظاہرہ کرنا چاہئے تاکہ معاشرہ میں بے ایمانی اور لوٹ کھسوٹ کے خلاف بھی رائے عامہ ہموار ہو سکے۔ جہاں تک حلف برداری میں مسلم کی حیثیت سے حلف اٹھانے کے الزام کا تعلق ہے، تو میں بتا دوں کہ وزارت کے حلف کے الفاظ تمام لوگوں، مسلم اور غیر مسلم کے لئے ایک ہی ہیں اور حلف کے یہ الفاظ آئین کی کتاب میں موجود ہیں۔

سوال:۔ جب قادیانی ہونے کی وجہ سے آپ کے خلاف مسلمانوں نے مہم چلائی تو آپ نے باعزت طریقہ سے کابینہ سے الگ ہو جانے کے بارے میں کیوں نہیں سوچا؟

جواب:۔ دیکھئے جناب، میں نے ساری زندگی اچھے اصولوں کی پاسداری کی ہے۔ کسی کے حق کو غصب نہیں کیا۔ کسی کو اپنی ذات سے نقصان نہیں پہنچایا تو میں اپنے حق کو کیوں چھوڑ دوں۔ بحیثیت پاکستانی، کسی وزارت میں شامل ہونا میرا حق ہے۔ پاکستان کے آئین نے بھی میرے اس حق کو تسلیم کیا ہے تو پھر میں کسی کے کہنے پر یا کسی کے احتجاج کرنے پر اپنے اس بنیادی حق سے کیوں دستبردار ہو جاؤں۔ میں کسی کے غلط مطالبہ کو کیوں مانوں۔ اگر کوئی اس طرح اپنے حق کو چھوڑنا شروع کر دے تو پھر وہ پیچھے ہی ہٹتا چلا جائے گا اور پھر اس کی کوئی حد نہیں رہے گی۔ پھر تو پورے ملک میں ایسا ہی ہونے لگے گا۔ لوگ آپ کو نسلی بنیاد پر، زبان، فرقہ اور علاقے کی بنیاد پر امتیاز کا نشانہ بنائیں گے اور آپ ان کے مطالبہ کے آگے جھکتے چلے جائیں گے۔ جب ملک کے دستور میں اور آئین میں میرے وزیر بننے کی گنجائش موجود ہے تو پھر لوگوں کے اعتراض کا کیا جواز ہے۔ ہاں، ملک کا وزیر اعظم اور صدر بننے پر پابندی ہے۔ اب اگر اس کی خلاف ورزی ہو تو احتجاج کی گنجائش ہے۔ جب میں اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ کمشنر اور چیف سیکریٹری رہا، اس وقت بھی میرے خلاف عقیدہ کی بناء پر کبھی کبھی اعتراضات آتے تھے۔ لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ میری دیانت اور ملک سے میری وفاداری پر کبھی شک کا اظہار نہیں کیا گیا اور یہ بات میرے لئے بڑے اطمینان کی ہے کہ لوگ میرے ذاتی کردار اور میری شخصیت کے مخالف نہیں ہیں۔ میں نے بھی اپنے عمل سے کبھی یہ تاثر قائم نہیں ہونے دیا کہ خدانخواستہ میری ذات میں جانبداری کا عنصر موجود ہے۔ جب کراچی کی ایڈمنسٹریشن میرے پاس تھی اور شہر میں فسادات ہوتے، فرقہ پرستی کے مظاہرے ہوتے، شیعہ سنی جھگڑے کھڑے ہو جاتے تو میرا عمل کسی تعصب سے

ہوتا۔ میرے آگے پیچھے نہ سیکورٹی کی موبائل گاڑیاں گھومتی ہیں نہ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے سخت پہرہ میں، میں باہر نکلتا ہوں حالانکہ ماضی میں میری جیسی صورتحال سے دوچار، صوبائی وزراء، درجنوں کی تعداد میں سیکورٹی اسٹاف رکھتے تھے۔

سوال:۔ کیا کبھی وزیر اعلیٰ نے آپ کو وزیر بنانے پر پچھتاوے کا اظہار کیا؟

جواب:۔ وزیر اعلیٰ ممتاز علی بھٹو ایک مضبوط اعصاب کے مالک شخص ہیں۔ وہ بہت ہی اچھے منتظم اور ایڈمنسٹریٹر ہیں اور اپنے کام سے ان کی کمٹ منٹ مثالی ہے۔ وہ ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور میرے کام کو سراہتے ہیں۔ انہوں نے احمدی کی حیثیت سے اپنی کابینہ میں میری شمولیت پر کبھی پچھتاوے کا اظہار نہیں کیا۔ ممتاز بھٹو میں ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ فائل ورک کے بڑے ماہر ہیں۔ ایڈمنسٹریشن کے معاملہ میں فیئر ہیں اور صحیح کام کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے سیاسی کردار سے مجھے کچھ زیادہ واقفیت نہیں۔

سوال:۔ کیا وزارت کا حلف اٹھانے سے پہلے آپ نے قادیانی ہیڈکوارٹرز سے اجازت لی تھی؟

جواب:۔ نہیں اجازت تو نہیں لی تھی، البتہ وزارت کی پیشکش ہوئی تو اپنے خلیفہ کو لندن اطلاع دی تھی۔ ہمارے خلیفہ مرزا طاہر احمد نے اس کے جواب میں مجھے ایک خط لکھا تھا، جس میں ہمیشہ لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے اور راہ راست پر چلنے کی نصیحت کی تھی۔ (خط کی نقل شائع کی جا رہی ہے)

سوال:۔ پاکستان میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

جواب:۔ 1973ء کے آئین میں ترمیم کے ذریعہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے چنانچہ یہ معاملہ تو اب آئین کا حصہ ہے، اس لئے میرے تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آئین پاکستان کا احترام اور اس کی پاسداری ہمارے لئے لازمی ہے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ سب لوگوں کا ملک کے آئین پر اتفاق نہیں ہے تاہم میری ناقص رائے کے مطابق انسان کے عقائد کا معاملہ اس کا اپنا ذاتی معاملہ ہوتا ہے۔ اس کے تعین کا حق ریاست یا کسی تنظیم، جماعت، گروہ یا کسی فرد کو نہیں ہونا چاہئے۔ میں جو کچھ ہوں، میرا جو عقیدہ ہے، میری جو مذہبی سوچ ہے، وہ میری ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ میں خود جانتا اور سمجھتا ہوں کہ میں کیا ہوں اور میرے مذہبی اعتقادات کیا ہیں۔ دوسرے کو یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ وہ یہ کہے کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے اور آپ یہ ہیں اور آپ یہ نہیں ہیں۔ قائداعظم بھی پاکستان میں مذہبی آزادی کے حق میں تھے، اس ضمن میں بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی اس تقریر کا حوالہ دینا مناسب ہوگا جو انہوں نے 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں کی تھی۔ قائد نے کچھ اس طرح فرمایا تھا کہ "آپ کسی بھی مذہب، ذات یا فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، اس کا مملکت کے امور سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ریاست کے شہری اور مساوی حقوق کے حامل شہری ہیں۔ اب میں سوچتا ہوں کہ ہمیں اپنے سامنے اس پہلو کو اپنے آئیڈیل کے طور پر رکھنا چاہئے اور آپ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ، ہندو، ہندو اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ مذہبی معنوں میں نہیں، کیونکہ ہر فرد کا اپنا ذاتی عقیدہ ہوتا ہے۔ تاہم سیاسی بالاتر ہو کر لوگوں کی خدمت کے لئے ہوتا تھا۔

سوال:۔ احتجاج اور ہڑتالوں کے دنوں میں کیا آپ غیر معمولی دباؤ نہیں محسوس کرتے رہے ہیں؟

جواب:۔ دباؤ کس بات کا، مجھے اپنے کام سے کام رکھنا ہے اور دوسرے اپنے کام سے کام رکھیں۔ میں تو ہڑتال کے دنوں میں بھی اپنے دفتر آیا۔ معمول کے مطابق کام کیا۔ کوئی خوف یا خطرہ محسوس نہیں کیا اور خطرہ کیوں محسوس کروں یہ سب میرے بھائی، دوست اور مہربان ہیں۔ میں تو دوسرے صوبائی وزراء کی طرح اپنے لئے سیکورٹی گارڈ بھی رکھنا پسند نہیں کرتا۔ پروٹوکول کے تحت سیکورٹی گارڈ رکھنے کی پابندی ہے تو بھی میں صرف ایک سیکورٹی گارڈ پر اکتفا کرتا ہوں اس کے لئے بھی سوچتا رہتا ہوں کہ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے بحیثیت وزیر کوئی سرکاری رہائش گاہ حاصل نہیں کی۔ اپنے ہی گھر میں رہتا ہوں، اور اللہ کا شکر ادا کرتا معنوں میں اور ایک ریاست کے شہری کی حیثیت سے"

سوال:۔ پاکستان کے ساتھ قادیانیوں کی وفاداری کو مشکوک کیوں سمجھا جاتا ہے؟

جواب:۔ جناب عالی! پاکستانی احمدیوں کی اپنے وطن سے وفاداری کسی بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے اور انہوں نے اس ملک کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اور جو خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ سر ظفراللہ خاں کی خدمات کو کیا کوئی نظرانداز کر سکتا ہے۔ باؤنڈری کمیشن میں قائداعظم نے سر ظفراللہ کو وکیل مقرر کیا تھا۔ انہوں نے اس کیس کو نہایت خوش اسلوبی سے پلیڈ کیا اور مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ 1948ء میں کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کی ترجمانی کے لئے انہیں قائداعظم نے اقوام متحدہ بھیجا۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے سر ظفراللہ نے ہمیشہ ملک کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو لے لیں۔ سائنس کے شعبہ میں گرانقدر خدمات پر انہیں 1979ء میں نوبل پرائز ملا۔ جب سویڈن کے شہر اسٹاک ہوم میں نوبل انعام کے لئے تقریب منعقد ہوئی تو ڈاکٹر عبدالسلام نے پہلے قرآن پاک کی تلاوت کی اور پھر تقریب میں اردو میں تقریر کی حالانکہ وہ انگریزی کے بہترین مقرر تھے لیکن انہوں نے اس بین الاقوامی تقریب میں پاکستان کے تشخص کو اجاگر کیا۔ وہ ساری زندگی پاکستانی شہری رہے۔ ساری عمر پاکستانی پاسپورٹ پر دنیا بھر کا سفر کرتے رہے۔ وہ چاہتے تو کسی لالچ یا مرتبہ کے حصول کے لئے کسی بھی ملک کی شہریت اختیار کر سکتے تھے اور اس کے لئے ان کو پیشکشیں بھی ملی تھیں۔ جب اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ خالی ہوا اور تیسری دنیا کے کسی ملک سے اس عہدہ کو پُر کرنے کا فیصلہ ہوا تو بہت سے عالمی اثر و رسوخ رکھنے والے ممالک نے ڈاکٹر عبدالسلام کو اس عہدہ پر نامزد کرنے کی پیشکش کی۔ ان ملکوں نے پاکستان پر زور دیا کہ وہ، ڈاکٹر صاحب کو امیدوار نامزد کرے، وہ سب مل کر ان کی حمایت کریں گے لیکن پاکستان نے اپنے اس شہری کی یقینی کامیابی کی پروا کئے بغیر صاحبزادہ یعقوب علی خاں کو اس عہدہ کے لئے امیدوار نامزد کر دیا۔ جو ظاہر ہے کہ کامیاب نہ ہو سکے۔ یہاں یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ جو ممالک ڈاکٹر عبدالسلام کو اسپانسر کرنا چاہ رہے تھے، انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ان کا ملک انہیں امیدوار نامزد نہیں کر رہا ہے تو وہ اپنے ملک پاکستان کی شہریت ترک کر کے کسی بھی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کر لیں تاکہ انہیں یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ کے لئے کامیاب کرایا جا سکے لیکن ڈاکٹر صاحب نے اپنے ملک کے امیدوار کے مقابلے میں الیکشن لڑنے اور اپنے ملک کی شہریت ترک کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ وہ ایک سچے اور کھرے پاکستانی تھے انہیں اپنی دھرتی سے بے پناہ محبت تھی۔ پاکستان کے سوا کسی اور ملک کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور انتقال کے بعد وہ اپنی ہی سرزمین میں دفن ہوئے۔

ملک کے دفاع کیلئے قربانیاں دینے والوں میں جنرل افتخار جنجوعہ کے کارناموں کو کون فراموش کر سکتا ہے جو 1965ء میں رن آف کچھ کی جنگ کے ہیرو سمجھے جاتے ہیں، جن کی اعلیٰ خدمات پر انہیں ستارۂ جرأت (ملٹری) دیا گیا۔ اسی جنگ میں اکھنور کے اہم ترین محاذ پر جنرل اختر ملک کی کمانڈ میں بھیانک ترین جنگ لڑی گئی۔ پاکستانی فوج نے اس جنگ میں دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے لیکن عین اس وقت جب پاکستان فتح کے قریب تھا تو کمانڈ تبدیل کر دی گئی اور جنرل اختر کی جگہ نامعلوم وجوہ کی بنا پر جنرل یحییٰ خان کو کمان سپرد کر دی گئی۔ اگر اس محاذ پر جنرل اختر کو ہی رکھا جاتا تو اکھنور کا محاذ فتح ہو جاتا۔ بھارت کا مقبوضہ کشمیر سے زمینی رابطہ منقطع ہو جاتا اور پھر کشمیر کو فتح کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں جنرل اختر کو ہلال جرأت کا اعزاز دیا گیا۔ چونڈہ کے محاذ پر بریگیڈیئر عبدالعلی ملک (بعد میں جنرل) کے کارناموں کو کون فراموش کر سکتا ہے جنہوں نے اپنی بہادری سے دشمن کے پورے آرمڈ ڈویژن کو چونڈہ میں پیش قدمی سے روک دیا۔ ان کی جنگی حکمت عملی کی بعد میں دشمن نے بھی تعریف کی اور عبدالعلی ملک کو چونڈہ کا ہیرو قرار دیا گیا۔ یہ چند مثالیں ہیں۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں احمدیوں کی قربانیوں اور کارناموں کے بارے میں موجود ہیں۔ اس کے بعد بھی ہماری حب الوطنی پر شبہ کیا جائے تو افسوس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے

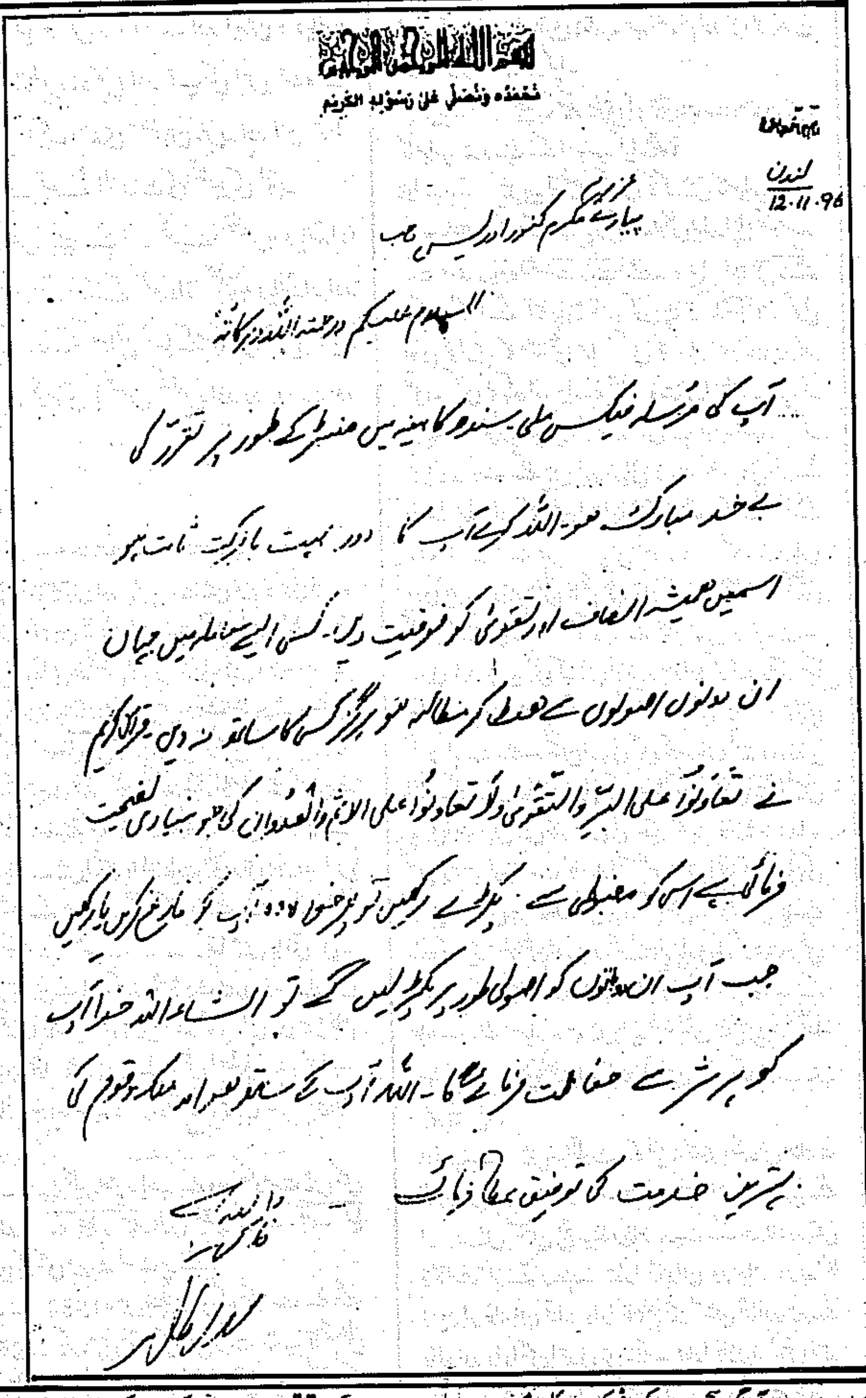

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
12.11.96

عزیزم پیارے مکرم کنور ادریس صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مرسلہ فیکس ملی۔ سندھ کابینہ میں منسٹر کے طور پر تقرر کی
بے حد مبارک ہو۔ اللہ کرے آپ کا دور بہت بابرکت ثابت ہو
اس میں ہمیشہ انصاف اور تقویٰ کو فوقیت دیں۔ کسی ایسے معاملہ میں جہاں
ان دونوں اصولوں سے ہٹ کر مطالبہ ہو ہرگز کسی کا ساتھ نہ دیں۔ قرآن کریم
نے تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کی جو شاندار نصیحت
فرمائی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں [illegible]
جب آپ ان دونوں کو اصولی طور پر پکڑ لیں گے تو ان شاء اللہ خدا آپ
کو ہر شر سے حفاظت فرمائے گا۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور ملک و قوم کی
بہترین خدمت کی توفیق عطا فرمائے

والسلام
خاکسار
[illegible]

سوال و جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس سوال و جواب منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں بعض علمی اور عمومی سوالوں کے بڑے دلچسپ جواب دیئے تھے۔ مکرم یوسف سلیم صاحب نے اسے کیسٹ سے مرتب کیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ذیل میں اس مجلس کے بعض سوالات اور ان کے جوابات افادہ احباب کے لئے پیش ہیں۔ (مدیر)

نفس کے بہانے

لندن سے ایک احمدی دوست کا تحریری سوال تھا کہ ان کا ایک بچہ پیدائشی طور پر Left Handed ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ ایک طبعی امر ہے اس کو بدلنا ٹھیک نہیں ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا اس کو بدلتا کون ہے۔ سوال کرنے والے نے یہ وضاحت بھی کی کہ اسلامی نقطہ نظر سے ہم بچے کو کہتے ہیں کہ کھانا وغیرہ کھانے کے لئے بائیں ہاتھ کو استعمال نہیں کرنا، دائیں کو کرو۔ حضور نے فرمایا یہ درست ہے لیکن ایسے لوگ جو Left Handed ہوں وہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سیکھ لیتے ہیں۔ باقی سب کام بائیں ہاتھ سے کرتے رہیں۔ یہ تو پھر ان کو اصول بنانا پڑے گا کہ گندی چیز اٹھاؤ تو کہے بائیں ہاتھ سے نہیں اٹھا سکتے Right Handed ہیں۔ بسا اوقات کسی کو یاد نہ ہو تو ہاتھ اٹھتا ہے یہ لوگوں کا وہم ہے کہ معاملہ بدل گیا ہے یہ تو صرف ایک تمیز ہے اس کا نہ نفسیاتی طور پر کوئی برا اثر پڑ سکتا ہے نہ جسمانی لحاظ سے کسی نقصان کا خطرہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ Right Handed ہونے کے بعد اپنے اوپر اس کا اطلاق کر کے دیکھ لیں۔ بائیں ہاتھ کو زیادہ استعمال کریں اور آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ کئی لوگ جو مذہبی لحاظ سے ان ٹرینڈ ہیں وہ انگلستان آتے ہیں تو سارے بائیں ہاتھ سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ ان کی بڑی بھاری تعداد ہے اور وہ Right Handed ہیں۔ پس اگر ایک تہذیب سے متاثر ہو کر دائیں کی بجائے بائیں سے کھانے لگ جائیں تو ایک مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے متاثر ہو کر بائیں ہاتھ والے دائیں ہاتھ سے کیوں نہیں کھا سکتے۔ وہ کھا سکتے ہیں یہ صرف نفس کے بہانے ہیں۔

قرآنی آیات کی تطبیق

ایک دوست نے سوال کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لا تزرو وازرۃ وزر اخریٰ" (بنی اسرائیل:۱۶) اور دوسری جگہ سورہ عنکبوت میں ہے کہ "ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم (آیت ۱۴) تو ان دونوں کی تطبیق کیسے کریں گے۔

حضور نے فرمایا اس کی تطبیق تو بہت واضح ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس میں اشتباہ کیوں ہے۔ ہر "وازرۃ" جو ہے وہ اپنا جو بوجھ اٹھاتی ہے اس میں ان لوگوں کا بوجھ شامل ہوتا ہے جن کو بدراہ کیا ہو اور جن کی ذمہ داری ان پر پڑتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے "ولتنظر نفس ما قدمت لغد" (سورہ الحشر آیت ۱۹) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان چاہے اپنے بچوں کو بے کار بنا دے، بدکار بنا دے، گنہگار کر کے چھوڑ دے تو اس لئے ان کو نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ "لا تزرو وازرۃ وزر اخریٰ" والی آیت سامنے آجائے گی۔ یاد رکھیں "وازرۃ" میں تمام ماحولیاتی ذمہ داریاں شامل ہیں اور تمام بداثرات بھی جو لوگوں پر چھوڑے جاتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح کا قول ہے کہ بہتر ہے کوئی شخص پیدا ہی نہ ہوتا اگر اس نے کسی کے لئے فتنے کا موجب بننا تھا۔ پس "وازرۃ" میں یہ سارے وزن شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ" (بخاری کتاب النکاح باب المراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا) تو اب بتائیں وہاں "وازرۃ وزر اخریٰ" والی آیت آپ کو کیوں یاد نہیں آئی۔ اس حدیث کی رو سے ہر شخص ایک گڈریا بنایا گیا ہے اور اس کے سپرد کچھ بھیڑیں ہیں۔ خاوند اپنے خاندان کا گڈریا ہے۔ بیوی اپنے بچوں کی گڈریا بنتی ہے اور تم میں سے ہر ایک جن جن لوگوں پر اثر انداز ہو رہا ہے وہ ان کا گڈریا ہے۔ یعنی وہ تمہارے پاس امانت ہیں اور امانت میں جو خیانت کرو گے تو یہ تمہارا گناہ ہوگا اور یہ تمہارا بوجھ ہے کسی اور کا نہیں۔ اس کا اس پر ہی بوجھ پڑے گا۔ کسی کے اثر سے جو بد پیدا ہو گا وہ اپنا بوجھ خود ہی اٹھائے گا لیکن پہلے کا نہیں اٹھائے گا کیونکہ اس نے اس کو بد نہیں کیا۔ بد کرنے والا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔ لیکن وہ قومیں جو کسی کے اثر سے بد ہوتی ہیں وہ آگے بھی لوگوں کو بد کرتی ہیں اس لئے ان کا یہ مطالبہ جائز نہیں ہوتا کہ انہوں نے ہمیں بد کیا تھا اس لئے ان کو دوہرا عذاب دیا جائے۔ کیونکہ ایسے بدکردار لوگ جو بڑوں کی غلط باتیں پکڑ کر خود گندے ہو جائیں ان کے بارہ میں مجھے یاد نہیں کہ کوئی استثناء ہے مگر سوائے اس کے کہ کوئی آدمی نبی کی روشنی پا کر توبہ کر لے۔ ایسے لوگ ہمیشہ اپنی اولاد کو وہی کچھ بناتے ہیں جو انہوں نے خود کسی سے سیکھا ہوتا ہے اور قرآن کریم نے اس حقیقت کو بار بار پیش فرمایا ہے۔ ایسے لوگ اپنے شرک، اپنے توہمات اور اپنے غلط عقائد اپنی اولاد میں داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی ہم آگے چلائیں گے۔ پس ان کے اوپر ایک پہلو سے تو ذمہ داری صرف اپنی ہی ہے اور دوسری طرف سے ان کی بھی پڑ گئی ہے جو کسی نہ کسی طرح سے متاثر ہوئے ہیں۔ یہی حکمت ہے کہ جہنم میں جب ان کی گفتگو ہوگی تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو نچلے لوگ ہیں وہ بڑوں کے متعلق یا پہلے لوگوں سے متعلق اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ ان کو دوہرا عذاب دے۔ ان سے ہم نے سیکھا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے "لکل ضعف" (الاعراف آیت ۳۹) ہر ایک کو دوہرا عذاب ہے کیونکہ تم سلسلہ بہ سلسلہ ایسے ہی جرائم کرتے آئے ہو اور ایسے ہی جرائم آگے اپنی نسلوں میں چلاتے رہے ہو۔

اسلام کی حسین تعلیم

ایک سوال یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وجوہات کی بنا پر عربوں سے محبت کرنے کی تاکیدی ہدایت فرمائی ہے۔ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

.... یہ جو سوال آپ نے کیا ہے اس میں انصاف کی بحثیں نہیں چل رہیں۔ اس میں انسانی تعلقات کے رشتوں اور انسانی فطرت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک انسان اپنے ماں باپ کے بچوں سے باقیوں کے مقابل پر زیادہ پیار کیوں کرتا ہے۔ کیا وہ غیر منصف ہے۔ بنی نوع انسان کا برابر کا حق نہیں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سب کا حق برابر ادا کیا ہے۔ کہیں تفریق نہیں کی یہاں تک کہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ میں آج عرب اور عجم کے سوال کو اپنے پاؤں تلے کچل رہا ہوں۔ یہ سوال آئندہ کبھی نہیں اٹھایا جائے گا۔ میری بیٹی فاطمہ بھی اگر چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹتا۔ جہاں انصاف کی باتیں ہوں وہاں یہ باتیں ہیں۔ معاملات میں، حقوق میں، ذمہ داریوں میں سب برابر ہیں لیکن جہاں تعلق کی باتیں ہوں، جہاں پیار کے رشتے ہوں وہاں انسان سوچتا ہے کہ مجھ پر کس کا زیادہ احسان ہے۔ اس احسان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے حسن سلوک کروں۔ یہ وہ تعلیم ہے جو دی گئی ہے۔

فال نکالنے کا مذہبی جواز

اس سوال پر کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے فال نکالنا کن کاموں میں جائز ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا فال لینا جائز ہے مگر فال کس کی ٹھیک نکلتی ہے یہ ایک الگ سوال ہے۔ وہ لوگ جو توہم پرست ہیں جو نیکی کی توفیق نہیں پاتے، خدا سے کوئی تعلق نہیں، نہ دعائیں ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی جواب آتا ہے ان کا کلیۃً انحصار فال پر ہی ہے ان کی فال محض تک بندی ہے اس کا ان کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، اس کا پھل پاتے ہیں اور کبھی ایسی حالت میں کہ جب وہ کسی امر کے درمیان فیصلہ نہ کر سکیں دعا کر کے فال نکالتے ہیں تو بسا اوقات اس رنگ میں فال نکلتی ہے کہ ان کے سوال کا جواب بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس ایسی صورت میں وہ فال جو اہل اللہ نکالتے ہیں وہ ایک قسم کا الہام کہلانے لگتی ہے۔ اسی قسم کی فال کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے ورنہ روزمرہ جو فال نکالنے والے ہیں ان کے ہاں تو عجیب وغریب تماشے ملتے ہیں۔ وہ ایک وقت میں ایک فال نکالیں اور دوسرے وقت میں دوسری نکالیں تو الگ الگ جواب ملیں گے۔ ایسے لوگ جن کا نہ تعلق باللہ، نہ ان کی دعائیں، نہ ان کی خدا سے کوئی راہ و رسم۔ وہ فال نکالتے رہیں، تکّیں مارتے رہیں جو مرضی کرتے رہیں ازلام کے ذریعہ ایسی فال نکالنا اس کا بھی کوئی جواز نہیں ملتا۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے فال نکالنا اور چیز ہے اور تفاؤل سے کام لینا اور چیز ہے۔ کوئی واقعہ ایسا رونما ہو جس سے استنباط کرتے ہوئے انسان سمجھے کہ غالباً یہی منشاء ایزدی ہے اس کو تفاؤل کہتے ہیں اور فال نکالنا یہ ہے کہ قرآن کریم کھولا اور یہ فیصلہ کر کے کہ جو بھی پہلی آیت نظر میں آئے گی یا دائیں طرف کی یا درمیان کی آیت سامنے آئے گی اس کو میں اپنے سوال کا جواب سمجھوں گا۔ یہ بھی فال نکالنے کا ایک طریقہ ہے۔ غالباً شیخ سعدی کے کلام سے لوگ بہت فال نکالتے ہیں ایک عام رواج بنا ہوا ہے اور یہاں بعض چیزوں کے ذریعہ فال نکالی جاتی ہے خاص طور پر جو چائنیز سسٹم یا نظام ہے جس میں Male/Female نشان بنا دئے جاتے ہیں۔ چھ چھ کے گروپ کے Combination بنے ہوئے ہیں پھر اور گروپ بنے ہوئے ہیں۔ ایک چینی پیغمبر کو خدا تعالیٰ نے کشف دکھایا اور تمام چینی فلاسفی اسی پر مبنی ہے۔ اس مضمون پر انگریزی میں بھی ایک کتاب ہے جس میں مختلف انسانوں کے ذریعہ مختلف باتیں بیان کی گئی ہیں یورپ میں اور خاص طور پر انگلستان میں جن کا اس مضمون سے تعلق ہے یا واقفیت ہے وہ اس کتاب سے فال نکالتے ہیں۔ پس فالیں نکالنے کا رواج تو ہر جگہ موجود ہے مگر جو شخص فال نکالتا ہے اس کے بارہ میں فیصلہ کن بات اس کا تعلق باللہ ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

موصیان کرام سے گزارش

رہائش کی تبدیلی کی وجہ سے اپنے نئے ایڈریس سے مقامی جماعت اور دفتر وصیت کو فوری آگاہ رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ایسے موصیان جو پاکستان سے بیرون ملک آئے ہیں فوری طور پر دفتر وصیت کو اپنے نئے ایڈریس سے آگاہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز - ربوہ)

اعلان نکاح

مورخہ یکم فروری ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزہ فوزیہ علی صاحبہ بنت سید آفتاب علی صاحب آف امریکہ کا نکاح مکرم داؤد احمد صاحب (ولیم وہائٹ) کے ساتھ ۵۰ ہزار امریکن ڈالرز حق مہر پر پڑھا۔ ایجاب و قبول سے قبل حضور انور نے نکاح سے متعلقہ مسنون آیات کریمہ تلاوت فرمائیں اور خاص طور پر قرآنی تعلیمات کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ان آیات کا مرکزی نقطہ تقویٰ اور تقویٰ ہے اس کو ہمیشہ پکڑ کر رکھیں۔

حضور انور نے یہ خطبہ انگریزی میں ارشاد فرمایا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ نکاح فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بہت مبارک فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

احمدیہ ہاسٹل لاہور

احمدی طلباء کو لاہور میں خالص دینی ماحول میں پروان چڑھانے کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۱ دسمبر ۱۹۱۵ء کو کرایہ کی ایک بلڈنگ میں احمدیہ ہاسٹل لاہور کا اجراء کیا۔ محترم بابو عبدالحمید صاحب پہلے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ روزانہ طلباء کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ بھی شروع شروع میں جب لاہور تشریف لاتے تو ہاسٹل میں ہی قیام فرماتے۔ ایک بار حضورؓ نے فرمایا "احمدیہ ہاسٹل میں رہ کر میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ گویا میں تو قادیان میں رہتا ہوں۔" حضورؓ کی مسجد فضل لندن کی تحریک پر ہاسٹل کے طلباء نے دو ہزار روپے پیش کئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپریل ۱۹۲۷ء میں ناظم تعلیم و تربیت کی حیثیت سے ہاسٹل کے ۴۰ قواعد و ضوابط مرتب کئے۔ جماعت احمدیہ کے جن مشہور بزرگوں نے اپنی طالبعلمی کا کچھ عرصہ اس ہاسٹل میں گزارا ان میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب، حضرت ملک غلام فرید صاحب، حضرت ملک عبدالرحمان خادم صاحب، حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر اور حضرت عبدالرحیم صاحب دردؓ وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ بھی کچھ عرصہ احمدیہ ہاسٹل کے وارڈن رہے۔ ۴۷ء میں یہ ہاسٹل بند کردینا پڑا۔

۱۹۶۳ء میں احمدیہ ہاسٹل لاہور کا دوبارہ اجراء ہوا۔ ۷۱ء میں ہاسٹل کی ذاتی دو منزلہ عمارت نیو مسلم ٹاؤن میں تعمیر کی گئی جہاں یہ آج بھی "دارالحمد" کے نام سے موجود ہے۔ اس عمارت میں ۲۲ کمرے ہیں جن میں ۶۰ طلباء قیام کر سکتے ہیں۔ ہاسٹل میں میس کا انتظام بھی موجود ہے۔ احمدیہ ہاسٹل کے بارے میں ایک تعارفی مضمون محترم محمد لطیف قیصر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۵ دسمبر میں شامل اشاعت ہے۔

— ★ ★ ★ —

خواب کے ذریعہ قبول احمدیت

محترم سید عباس علی شاہ صاحب نے ۱۹۲۹ء میں ایک خواب کی بنا پر احمدیت قبول کی تو آپکے والد نے آپکو گھر سے نکال دیا اور آپ سکھر چلے آئے۔ اس وقت آپ میٹرک پاس تھے۔ بعد میں ڈبل ایم اے کیا۔ دعوت الی اللہ کا بہت جوش رکھتے تھے اور حضرت مصلح موعودؓ سے بہت محبت تھی۔ سندھ کے کئی خاندان آپکی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدی ہوئے۔ صاحب رویا وکشوف تھے۔ ۱۹۹۶ء میں ۸۶ سال کی عمر میں آپکی وفات ہوئی۔ آپکی اہلیہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ نے آپکا مختصر ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۱۹ دسمبر میں کیا ہے۔

— ★ ★ ★ —

اسی شمارہ میں محترمہ شمیم اختر صاحبہ اپنے والد محترم چودھری محمد حسین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ گو آپ عقلی طور پر احمدیت کو سمجھ چکے تھے لیکن قبولیت کی ہمت ۱۹۵۵ء میں خواب دیکھنے کے بعد پیدا ہوئی۔ اور پھر خوب تبلیغ کی۔ ۱۹۷۳ء کے بعد آپکی کوششوں سے پختہ احمدیہ مسجد تعمیر ہوئی جس کی تزئین کیلئے ہمیشہ وقف رہے۔ ۷۷ء میں صدر جماعت مقرر ہوئے اور تا وفات (۶ اکتوبر ۹۶ء) یہ خدمت بجا لاتے رہے۔

— ★ ★ ★ —

★★ مذکورہ شمارہ کی ہی ایک خبر کے مطابق نیوکلئر پاور پلانٹ کراچی کی سلور جوبلی کے موقعہ پر محترم ارشد احمد محمود صاحب فورمین کو ان کی ۲۵ سالہ خدمات کے اعتراف میں صدر پاکستان نے گولڈ میڈل اور اعزازی شیلڈ سے نوازا ہے۔

★★ ۱۷ دسمبر کے شمارہ کی ایک خبر کے مطابق محترم محمد فاروق صاحب کو مائننگ ٹریننگ سنٹر کٹاس کے تین سالہ ڈپلومہ میں اول آنے پر لیبر سکرٹری پنجاب نے گولڈ میڈل عطا کیا ہے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت عالم بی بی صاحبہؓ

حضرت عالم بی بی صاحبہؓ کے آباء و اجداد بھی خاندان مغلیہ کے ساتھ ہی قادیان وارد ہوئے تھے۔ آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل ہی بیوہ ہوچکی تھیں۔ آپکی وفات یکم مئی ۴۶ء کو ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ آپکے پوتے محترم محمد عبداللہ قریشی صاحب اپنی یادداشت کے حوالے سے آپکا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۲۱ دسمبر میں کرتے ہیں۔

حضرت عالم بی بی صاحبہؓ نے خاندان حضرت اقدسؑ کی کئی بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق بھی پائی۔ آپؓ حضورؑ کے گھر کے اندر بھی خدمات بجا لاتی رہیں اور حضرت اماں جانؓ سے تو بہت ہی محبت کا تعلق تھا۔ اور یہ تعلق اتنا گہرا تھا کہ آپکی وفات کے کئی سال بعد جب آپکے ایک پوتے کی شادی تھی تو حضرت اماں جانؓ کو خواب کے ذریعہ یہ علم ہوا۔ چنانچہ انہوں نے پتہ کروایا اور خواب کی تصدیق ہونے پر تحفہ بھی بھجوایا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے چند روز قبل آپؓ نے خواب میں فرشتے دیکھے جو نور کی مشکیں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے مکان کے اوپر آکر انڈیل رہے تھے۔

— ★ ★ ★ —

ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ دسمبر ۹۶ء، ماہنامہ "مصباح" ربوہ دسمبر ۹۶ء، نائیجیریا سے انگریزی میں شائع ہونے والا "دی ٹرتھ" دسمبر ۹۶ء اور ہفت روزہ "بدر" ۱۹ دسمبر ۹۶ء کے شمارے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے حوالے سے خصوصی اشاعت ہیں۔

ہمیں موصول شدہ دیگر رسائل میں "احمدیہ گزٹ" کینیڈا، دسمبر ۹۶ء بھی شامل ہے۔

ہفت روزہ "بدر" ۵ دسمبر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے حوالے سے خاص نمبر ہے جس میں محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی سوانح کے علاوہ انکے متعدد خطابات، ان کی شخصیت اور انکی تحقیق کے بارے میں بعض مقالے بھی شامل اشاعت ہیں۔

— ★ ★ ★ —

ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب

حضرت سردار عبدالرحمانؓ (سابق مہر سنگھ) کا بڑا بیٹا ۱۹۰۵ء میں فوت ہوا تو انکی اہلیہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ "خدا ہمیں لڑکا دے گا اور اس کا نام نذیر احمد رکھنا"۔ حضرت سردار صاحبؓ نے یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنائی تو حضورؑ نے فرمایا "لڑکا پیدا ہو تو میرے پاس لانا"۔ چنانچہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بیٹا پیدا ہوا تو اسے حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؑ نے بچہ گود میں لیا اور پیار کیا۔ آپ کا ذکر خیر آپکے فرزند محترم سردار رفیق احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۸ دسمبر کی زینت ہے۔

۱۹۳۴ء میں اٹلی اور ایے سینیا میں جنگ شروع ہوئی تو حبشہ والوں کو ڈاکٹر نہیں ملتے تھے۔ چونکہ حبشہ کے آباؤ اجداد نے صحابہؓ کو پناہ دی تھی چنانچہ اس قومی قرضہ کو ادا کرنے کیلئے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر حبشہ گئے اور نہایت خطرناک مواقع پر اہالیان حبشہ کی خدمت کی۔ جنگ کے اختتام پر بادشاہ نے بحال ہونے کے بعد آپکی خدمات کے اعتراف میں آپکو میڈیکل افسر بنادیا اور آپ مزید ۸ سال اس خدمت پر مامور رہے۔ بعد ازاں عدن، فلسطین، مصر، شام اور یمن وغیرہ میں جسمانی اور روحانی علاج کرتے ہوئے ۵۳ء میں ربوہ پہنچے اور چند ہی روز بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر مشرقی افریقہ روانہ ہوگئے۔ ۶۶ء میں واپس پاکستان آئے لیکن جلد ہی تحریک جدید کے تحت سیرالیون بھجوائے گئے۔ دو سال کے بعد برطانیہ جاکر ایک میڈیکل کورس کیا اور وہیں رہائش اختیار کرلی۔

۷۰ء میں نصرت جہاں سکیم کا آغاز ہوا تو محترم ڈاکٹر صاحب نے بھی لبیک کہا اور پھر ۵ سال تک گھانا اور سیرالیون میں خدمت بجا لائے۔ ۸۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر سکنڈے نیوین ممالک کا دورہ کیا۔ نیز سپین، مراکش اور جنوبی افریقہ میں وقف عارضی کی بھی توفیق پائی۔ پھر کینیڈا اور امریکہ کا دورہ بھی کیا۔

آپکی خدمات کے پیش نظر حبشہ کے بادشاہ ہیل سلاسی آپکو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کینیا کے سابق صدر جومو کینیاٹا سے بھی بہت اچھے تعلقات تھے جنہیں صدر بننے سے قبل قید کے دوران محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم سے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی تھی۔

۲۷ دسمبر ۱۹۸۷ء کو محترم ڈاکٹر صاحب لندن میں وفات پاگئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل آسٹریلیا)

کینسر کے علاج کی دریافت میں پیش رفت

پچھلے دنوں کئی ایسی خبریں نظر سے گزری ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کینسر کا علاج دریافت کرنے کے لئے کئی زاویوں سے تحقیقات ہو رہی ہیں اور ان میں پیش رفت جاری ہے۔

ایک نئی دوا تو P 1—88 کمپونڈ ہے۔ اسے خمیر اٹھانے کے عمل کے ذریعہ بنایا گیا ہے۔ یہ دوا ابتدائی کینسر کو بڑھنے اور جسم کے دوسرے حصوں میں پھیلنے سے روکنے میں کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ یہ دوا ان Enzymes کا راستہ روکتی ہے جو کینسر زدہ خلیات کو خون کی نالیوں میں جانے میں مدد دیتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بیماری جسم کے دوسرے حصوں تک پھیل جاتی ہے۔ فی الحال یہ تجربات چوہوں پر کامیابی سے کئے گئے ہیں۔ امید ہے سال رواں کے آخر تک انسانوں پر بھی آزمائے جانے لگیں گے۔ یہ دوا آسٹریلیا کی Progen Industries آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی کے تعاون سے بنا رہی ہے۔

دوسری تحقیق امریکہ اور ہالینڈ میں کی جارہی ہے۔ اس میں ڈاکٹر Philip Thorpe آگے آگے ہیں جو ٹیکساس ساؤتھ ویسٹ میڈیکل سنٹر، ڈلاس سے متعلق ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بجائے شعاؤں (Radiation) کو کینسر زدہ رسولیوں (Tumo-urs) پر پھینکنے کے کیوں نہ رسولیوں کو غذا سے محروم کر کے ختم کر دیا جائے۔ انہوں نے ایسی دوا ایجاد کی ہے جس کا ٹیکہ لگنے کے آدھے گھنٹے کے اندر اندر خون کی ان شریانوں میں خون جم جاتا ہے جو رسولیوں تک خون پہنچاتی ہیں اور اس کے ذریعہ جسم کے باغی (کینسر زدہ) حصہ کو غذا اور آکسیجن پہنچتی ہے۔ رسالہ "سائنس" کے مطابق اس علاج سے ۳۸ فیصد چوہوں کی رسولیاں تو بالکل غائب ہوگئیں اور ۲۴ فیصد چوہوں کی رسولیاں اپنے حجم سے نصف سے بھی کم رہ گئیں۔ سڈنی کے ڈاکٹر مارشل نے کہا ہے کہ ابھی ڈاکٹر تھارپ کو ایسے طریقے دریافت کرنے پڑیں گے جن کے ذریعہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ جسم کے صحت مند حصوں کو خون کہیں اس کوشش میں بند نہ ہو جائے۔ اس سلسلہ میں کچھ پیش رفت تو پہلے ہی کی جاچکی ہے۔

کینسر کا ایک اور علاج مینڈکوں کے انڈوں میں ڈھونڈا جارہا ہے۔ مینڈک کے انڈوں میں ایک ایسی پروٹین ہوتی ہے جو کینسر زدہ علاقہ پر براہ راست حملہ کرتی ہے۔ یعنی ان خلیات پر بھی جن پر سب دوائیں بے کار ہو چکی ہوں۔ ایک طریق علاج انسان کے دفاعی نظام کو متحرک کر کے کینسر کو ختم کرنے کا ہے۔

ان تحقیقات کی تفصیل میں جانا تو ڈاکٹروں کا کام ہے ہماری تو یہی دعا ہے کہ اللہ کرے ڈاکٹر اس موذی مرض کا علاج دریافت کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس نے کئی پیاروں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

7/3/97 - 16/3/97

27 SHAWWAL
Friday 7th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Lajna Imaillah - Mirpurkhas Vs Faisalabad Vs Lahore Vs Rawalpindi Vs Multan (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 21 (4.5.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Pushto Programme : Promised Messiah's Love for The Holy Prophet (S.A.W.)
08.00	Bazm-e-Moshaira : An Evening With Ch. Mohammad Ali (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 7.3.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih With Urdu Speaking Friends -7.3.97
15.15	Bait Bazi - Khariyan Vs Faisalabad
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 7.3.97 (R)
22.45	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 7.3.97 (R)

28 SHAWWAL
Saturday 8th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Bait Bazi - Khariyan Vs Faisalabad (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	M.T.A. Variety : Speech "Islam and Science" By : Saleh Mohammad Aladin
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends- 7.3.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 7.3.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time: Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (28.2.86)
14.30	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -8.3.97
15.30	Canadian Desk
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -8.3.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

29 SHAWWAL
Sunday 9th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (8.3.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat; Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz Seerat-un-Nabi (S.A.W.) No.1
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question And Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, at Mehmood Hall, London (15.2.97)
14.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 9.3.97
15.30	Around The Globe :"An Exhibition In Muro, Sindh"
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme : Ilyrje Ne Islam - Introduction of Islam
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Children's Mushaira
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Quiz -Rabwah Vs Karachi Vs Lahore Vs Sailkot (Final)
21.30	Dars-ul-Quran (No. 17) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London (R)
23.30	Learning Chinese

30 SHAWWAL
Monday 10th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Moshaira (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : "An Exhibition in Muro Sindh" (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (9.3.97)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's, Corner -Children's Moshaira (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 17) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque London, U.K. (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme : Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (28.7.96)
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (10.3..97)
15.00	M.T.A. Sports - All Rabwah Basketball Tournament -Dar-ul-Saddar Vs Dar-ul-Rehmat
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (10.3.97) (R)
23.00	Learning Norwegian

1 DHUL QA'ADAH
Tuesday 11th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - All Rabwah Basketball Tournament -Dar-ul-Saddar Vs Dar-ul-Rehmat (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (10.3.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme : Promised Messiah's Love for the Holy Prophet (S.A.W.)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.55	Liqaa Ma'al Arab - (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London, U.K. (2.2.90)
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (11.3.97)
15.15	Medical Matters : "Structure of Heart" Guest : Dr. Mehmood-ul-Hasan Noori (Heart Specialist) Host:Dr. Saqib Sami
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.20	Physical Fitness
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (11.3.97) (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

2 DHUL QA'ADAH
Wednesday 12th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : "Structure of Heart" Guest : Dr. Mehmood-ul-Hasan Noori (Heart Specialist) Host:Dr. Saqib Sami
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (11.3.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme : Bengali Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (A.S): Hadhrat Arorhe Khan Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - "Ras Malai"
22.00	Natural Cure -Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

3 DHUL QA'ADAH
Thursday 13th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (A.S): Hadhrat Arorhe Khan Sahib (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme -Sindhi Translation of FridaySermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (2.6.95)
08.00	Al Maidah - "Ras Malai"(R)
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV-
15.00	Quiz Programme : Seerat-un-Nabi (S.A.W.) Nusrat Jehan Academy (Junior Section)
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 22 (5.5.94) (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira : An Evening With Rehmat Qarni And Ghulam Ali Bulbul Kashmiri
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

4 DHUL QA'ADAH
Friday 14th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme -Seerat-un-Nabi (S.A.W) Nusrat Jehan Academy (Junior Section) (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 22 (5.5.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Tarteel ul Quran (R)
07.00	Pushto Programme : Quiz - Nasirat and Atfal
08.00	Bazm-e-Moshaira : An Evening With Rehmat Qarni And Ghulam Ali Bulbul Kashmiri (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 14.3.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 14.3.97
15.15	Computers For Everyone -Part 1 (New Weekly Programme)
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
22.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 14.3.97 (R)
23.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 14.3.97 (R)

5 DHUL QA'ADAH
Saturday 15th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computer's For Everyone - Part 1 (New Weekly Programme) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	M.T.A. Variety : Speech By -Syed Ahmed Ali Shah
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 15.3.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 15.3.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Mahmood Hall, London, U.K. (1.3.86)
14.30	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -15.3.97
15.30	Canadian Desk -
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 15.3.97 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

6 DHUL QA'ADAH
Sunday 16th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 15.3.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz Seerat-un Nabi (S.A.W.) No.2
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Mehmood Hall, London, Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya, U.K. (26.3.95)
14.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 16.3.97
15.30	Around The Globe : Ahmadiyyat in Desert (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme - Ilyrje Ne Islam - Introduction of Islam
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Children's Moshaira
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi -Lajna Imaillah
21.30	Dars-ul-Quran (No. 18) by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque London (1995)
23.30	Learning Chinese

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. +44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 4 Friday, March 7, 1997 No. 10

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

پیشہ ور ملاں اور "تبلیغ کا کاروبار"

"عالمی دعوت اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد خلیل الرحمان قادری" کا اعتراف حق:

"میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ ملک میں دینی افکار کے حامل لوگوں کی غالب اکثریت ہے۔ ہماری اکثریت کا حال تو یہ ہو چکا ہے کہ وہ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ان کے لئے محال ہے۔ اسلام کی خدمت یا غلبہ اسلام کے لئے جدوجہد کرنا تو اب صرف چند سعید روحوں کا نصیب نظر آتا ہے۔ ایسی صورتحال میں دینی آواز کا دبنا ایک فطری امر ہے۔ دراصل وہ مراکز جہاں سے رشد و ہدایت کے چشمے پھوٹتے تھے بدقسمتی سے ویران ہو چکے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا نظام مفلوج ہو چکا ہے۔ ہمارے مبلغین کی غالب اکثریت تبلیغ کو کاروبار بنا بیٹھی ہے اور دین قوم کو چند غیر ضروری مسائل میں الجھا دینے کا نام رہ گیا ہے۔ جب تک ان معاملات کی اصلاح نہیں کی جاتی دیندار طبقہ مؤثر طاقت کی صورت اختیار نہیں کر سکتا"۔

(ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور اکتوبر ۱۹۹۶ء جلد ۲ شمارہ ۱۰ صفحہ ۳۳)

☆

انداز تبلیغ کا افسوس ناک رخ

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء "تبلیغ" کے نام پر کس طرح کفر سازی کے کاروبار میں مصروف ہیں؟ اس کا اندازہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کے مندرجہ ذیل بیان سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ جناب طاہر القادری صاحب مندرجہ بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"آج ہماری ساری کاوشوں کا مدار صرف اس نقطہ پر ہوتا ہے کہ کسی شخص کا کہیں سے کافر ہونا ثابت ہو جائے اور ہم اس کے کفر کا فتویٰ صادر کر کے اپنے "تبلیغ دین" کے فریضے سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ ہم اپنی پوری تبلیغی مساعی کا زور اس پر منحصر رکھتے ہیں کہ پوری زندگی کسی ایک شخص بالخصوص کسی عالم دین کو کافر بنا دیں یا کسی نہ کسی طرح اس کا کفر ثابت ہی کر دیں۔

عجب واعظ کی دینداری ہے یا رب
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

کتنے افسوس کا مقام ہے اور دین کے ساتھ کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، بزرگان دین اور دیگر صلحاء امت کی تعلیمات تو یہ بتاتی ہیں کہ حتی المقدور کسی کافر کو مومن بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ کمزور ہی سہی مگر کسی کو بھی دائرہ اسلام میں لے آئے تو عنداللہ فریضہ دعوت دین ادا ہو گیا۔ اگر آج کا مبلغ اور دعوت دین حق کا دعویدار اپنی ساری توجہ غیر مسلم کو حلقہ ایمان و اسلام میں داخل کرنے سے زیادہ ایک مسلمان، مومن کو کافر بنانے پر مرکوز کر رہا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہئے اور اپنے رویوں پر نظر ثانی کر کے یہ سوچنا چاہئے کہ ہم کتنے کامل مسلمان ہیں۔ اگر ہم اپنے ضمیر میں جھانک کر دیکھ لیں اور اپنے آپ کو تول لیں تو کسی کے بارے میں ایسا کہنے کی جرات نہ کریں۔ تبلیغ کے باب میں اسلامی تعلیمات کا مدعا تو یہ ہے کہ اگر کسی میں ایک فیصد بھی اسلام کے آثار ہوں اور وہ کسی دیگر دین کی طرف بہ شدت مائل ہو تو بھی اس کو اپنے قریب لے آؤ اور آہستہ آہستہ حکمت و موعظت سے اس کی اصلاح کی کوشش کرو لیکن اب ہمارا حال یہ ہے کہ کسی مسلمان کے ننانوے فیصد ایمانی پہلوؤں کے باوجود بھی یہ نہیں سوچتے کہ اس کے اس گوشے کو بھی شامل ایمان کیا جائے اور اس کی اس معمولی سی خامی کو دور کیا جائے بلکہ اس کو اتنا اچھالتے ہیں کہ رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے اور وہ رد عمل کے طور پر بالآخر اس نتیجے پر آ جائے کہ باقی ننانوے گوشوں سے بھی محروم ہو جائے۔ ہم اسے دھکے دے کر جب تک کفر کی سرحد میں داخل نہیں کر دیتے ہمیں اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ افسوس کتنا بدل گیا ہمارا تصور دین اور تصور دعوت حق۔

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے
زباں سے کر لیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل؟
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے
تعصب چھوڑ ناداں! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے

(ماہنامہ منہاج القرآن لاہور۔ اگست ۱۹۹۶ء جلد ۱۰ شمارہ نمبر ۸ ۔ ۸)

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالسرور چوہدری)

جرائم کرنے والے بچے

(انگلستان):۔ ایک اندازے کے مطابق یو کے میں ہر سال ۷ ملین بچے جن کی عمریں ۱۸ سال سے کم ہوتی ہیں جرائم کرتے ہیں۔ بعض بچے دس سال سے بھی کم عمر میں ہوتے ہیں۔ حکومت ان بچوں کے والدین کو سزا دینے کی سوچ رہی ہے۔

آٹھ مولوی ایڈز کے مریض مشرق فورم کے انکشافات

(کوئٹہ پاکستان"):۔ روزنامہ مشرق کوئٹہ نے مشرق فورم میں مقامی ہسپتال سے متعلق ایک رپورٹ ۱۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو شائع کی ہے۔ راشد بٹ صاحب کی مرتبہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل انکشافات کئے گئے ہیں:

☆ "طاہر حبیب نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں سب کرپٹ ہیں۔ جو مولوی حضرات فحاشی اور عریانی کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ جب وہ ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں تو نرسوں کو گھورتے ہیں"۔

☆ "ڈاکٹر بصیر زمان اچکزئی نے مولانا عبدالقادر لونی کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ کیا سول ہسپتال کی نرسوں پر کرپشن کا الزام لگانے والے مولوی حضرات کم سن بچوں کے ساتھ بدفعلی نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ سول ہسپتال میں اکثر ایسے کم سن بچے آتے ہیں جن سے ملاؤں نے زیادتی کی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بصیر نے کہا کہ اس وقت سول ہسپتال میں ایڈز کے آٹھ مولوی زیر علاج ہیں"۔

ملک کے ۲۳ ہزار امام قرآنی علوم سے بے بہرہ ہیں

(مصر): قاہرہ کے اخبار Egyptian Mail کی ۸ فروری کی اشاعت میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مصر کی کل آبادی ۶۰ ملین کے لگ بھگ ہے جن میں سے نصف ناخواندہ ہیں۔ ملک کی ۵۵ ہزار مساجد میں سے صرف ۲۵ ہزار محکمہ اوقاف کے کنٹرول میں ہیں۔ ملک میں ۲۳ ہزار امام ہیں جنہوں نے بدلتی ہوئی ثقافت اور اقتصادی تبدیلیوں کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھالا۔ جس کی وجہ سے ملک کا نوجوان طبقہ تیزی کے ساتھ بے راہروی کا شکار ہو رہا ہے۔ ان کے دلوں میں مذہب کی کوئی قدر نہیں۔ پچھلے دنوں سینکڑوں ایسے نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا جو مذہب سے سخت نفرت رکھتے تھے اور شیطان کی پرستش کرتے تھے ان میں سے اکثر کا تعلق امیر گھرانوں سے ہے۔

مساجد کے اماموں کا ذکر کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے کہ ان میں سے اکثر کو صحیح قرات سے قرآن پڑھنا نہیں آتا اور قرآنی علوم سے تو وہ بالکل بے بہرہ ہیں اس لئے وہ عوام الناس کو ان کے مسائل کا مذہبی حل بتانے کی بجائے انہیں قصے کہانیاں سنانے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

گناہوں سے بچنے کا راز بھی محبت میں ہے۔ محبت ہی وہ آخری تدبیر کا نقطہ ہے جس کے تابع سب تدبیریں ہیں۔

آخری طاقت جس سے مادی دنیا بنی ہے وہ مقناطیسی کشش ہے۔ یہی وہ طاقت ہے جس سے سارا نظام کائنات چل رہا ہے اور یہ اتنا وسیع نظام ہے اور سب سے بڑی طاقت جس کے ذریعہ ادنیٰ و اعلیٰ سب مسخر کئے جا سکتے ہیں وہ محبت کی طاقت ہے۔

حضور نے فرمایا "قل یا عبادی" کا مطلب ہے اے وہ لوگو، میری اتباع کی خواہش رکھنے والو، اے میری غلامی کا دم بھرنے والو کیونکہ جو سچے متبع ہیں وہ تو کبائر گناہوں کے مرتکب ہو ہی نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے لئے آنحضرت کی سیرت کا مطالعہ کریں اور موازنہ کریں کہ یہ یہ قربانیاں میں خدا کی خاطر کر سکتا ہوں یا نہیں۔ رحمت الٰہی کا مضمون یہ ہے کہ سچی تمنا لے کر کچھ اللہ کی راہ میں آگے قدم بڑھاؤ۔ اللہ کی رحمت کو حاصل کرنا ہے تو اس سے پوچھو جو رحمت مجسم بن گیا۔ جسے خدا نے رحمت للعالمین بنایا اور اللہ کی طرف جھکو، اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو۔

حضور نے فرمایا کہ شعور پیدا کرو کہ زندگی کس حالت میں گزر رہی ہے، شعور پیدا کرو موت کا کہ اس روز کوئی بیع، کوئی دوستی، کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی۔ بخشش کا وعدہ عباد سے ہے۔ عباد بنو گے تو شفاعت کام آئے گی۔

حضور نے فرمایا کہ محبت سے انسان اس طرف دوڑتا ہے جہاں محبوب ہو اور خوف سے اس طرف دوڑتا ہے جہاں خوف سے امن کی جگہ ہو۔ پس یہ دو کیفیتیں ہیں جنہیں گہرے غور سے سمجھیں اور پھر اپنا مطالعہ شروع کریں۔ "فروا الی اللہ" کا مضمون گناہوں کی محبت توڑنے کے لئے ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ محمدؐ رسول اللہ کی اطاعت بھی اللہ کی رحمت سے نصیب ہوگی۔ دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھو تو اللہ تعالیٰ آپ کی توفیق کو بڑھاتا چلا جائے گا۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد